عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۲ | ۸ تا ۱۴/ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲ تا ۸/ جنوری ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۳۲

قیمت: ۸ روپے

ظہورِ مہدی

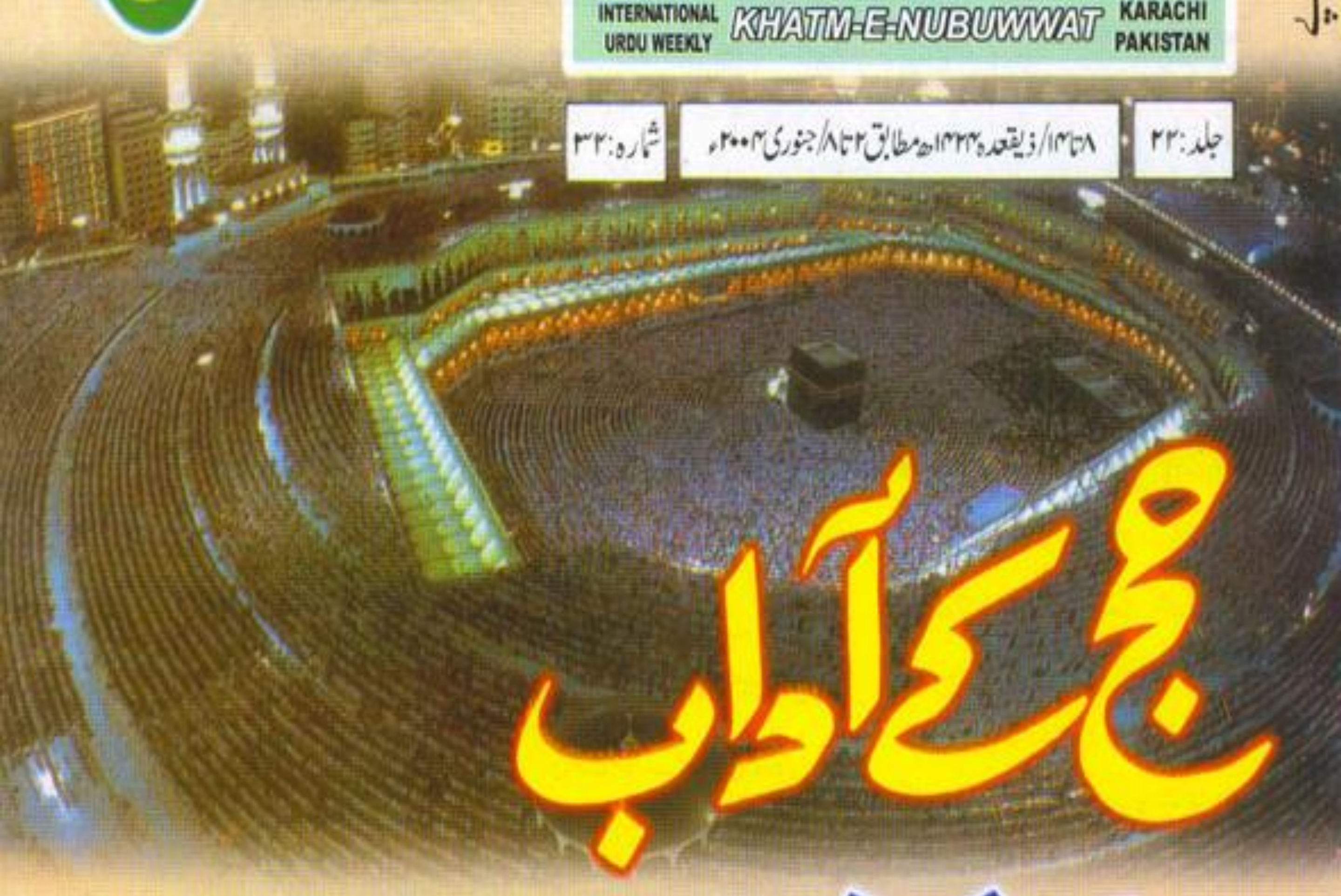

حج کے آداب

تقویٰ کی حقیقت

انسانیت کی اصلاح کی سعی

آخری وصیت

Email: editorkn@yahoo.com Website: http://www.khatme-nubuwwat.org http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مقام ابراہیم پر نماز واجب الطواف ادا کرنا:

س:...... بعض حضرات یہ جانتے ہوئے بھی کہ مجمع زیادہ ہے' مقام ابراہیم پر نماز واجب الطواف پڑھنے لگتے ہیں' جس سے ان کو بھی چوٹ لگنے کا اندیشہ رہتا ہے' نیز ضعیف افراد اور مستورات کے زخمی ہو جانے کا احتمال بھی ہوتا ہے' کیا یہ نماز ہجوم سے ہٹ کر نہیں پڑھی جاسکتی؟

ج:...... ضرور پڑھی جاسکتی ہے' اور اگر مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے سے اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو مقام ابراہیم پر نماز نہ پڑھی جائے کہ کسی کو ایذا پہنچانا حرام ہے۔

طواف کے دو رکعت نفل کیا مقام ابراہیم پر ادا کرنے ضروری ہیں؟

س:...... طواف کے آخر میں دو رکعت نفل جو ادا کرتے ہیں کیا وہ مقام ابراہیم پر ہی ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں اور کہیں مثلاً چھت وغیرہ پر ادا کیا جاسکتا ہے؟

ج:...... اگر جگہ ہو تو مقام ابراہیم پر پڑھنا افضل ہے یا حطیم میں گنجائش ہو تو وہاں پڑھ لے۔ ورنہ کسی جگہ بھی پڑھ سکتا ہے بلکہ مسجد حرم شریف سے باہر اپنے مکان پر پڑھے تب بھی جائز ہے' کوئی کراہت نہیں۔

آب زمزم:

س:...... آب زمزم کے متعلق حدیث شریف میں حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پیا جائے۔ عرض ہے کہ یہ حکم صرف حج وعمرہ ادا کرتے وقت ہے یا کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ پیا جائے تو کھڑے ہو کر اور قبلہ رخ ہو کر پینا چاہئے یا قبلہ رخ ہونے کی پابندی نہیں ہے؟ کیونکہ حاجی صاحبان جب اپنے ساتھ آب زمزم لے جاتے ہیں تو وہاں بعض لوگ کھڑے ہو کر پیتے ہیں اور بعض لوگ بیٹھ کر پیتے ہیں۔

ج:...... آب زمزم کھڑے ہو کر قبلہ رخ ہو کر پینا مستحب ہے۔ حج وعمرہ کی تخصیص نہیں۔

حج کے مبارک سفر میں عورتوں کے لئے پردہ:

س:...... اکثر دیکھا گیا سفر حج میں چالیس حاجیوں کا ایک گروپ ہوتا ہے جس میں محرم اور نامحرم سب ہوتے ہیں ایسے مبارک سفر میں بے پردہ عورتوں کو تو چھوڑیئے' باپردہ عورتوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ پردہ کا بالکل اہتمام نہیں کرتیں۔ جب ان سے پردہ کا کہا جاتا ہے تو اس پر یہ جواب دیتی ہیں کہ اس مبارک سفر میں پردہ کی ضرورت نہیں اور مجبوری بھی ہے' اس کے ساتھ یہ بھی دیکھا گیا کہ حرم میں عورتیں نماز وطواف کے لئے باریک کپڑا پہن کر تشریف لاتی ہیں' اور ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ خوب آدمیوں کے ہجوم میں طواف کرتی ہیں اور اسی طرح حجر اسود کے بوسہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کرتی ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا ایسی مجبوری کی حالت میں شریعت کے یہاں پردہ میں کوئی رعایت ہے؟ چاہئے تو یہ تھا کہ ایسے مبارک سفر میں حرام سے بچے تاکہ حج مقبول ہو۔ اس طرح کے کپڑے پہن کر طواف ونماز وغیرہ کے لئے آنا شریعت میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟

ج:...... احرام کی حالت میں عورت کو حکم ہے کہ کپڑا اس کے چہرے کو نہ لگے لیکن اس حالت میں جہاں تک اپنے بس میں ہو نامحرموں سے پردہ کرنا ضروری ہے اور جب احرام نہ ہو تو چہرہ کا ڈھکنا لازم ہے۔ یہ غلط ہے کہ مکہ مکرمہ میں یا سفر حج میں پردہ ضروری نہیں' عورت کا باریک کپڑا پہن کر (جس میں سے سر کے بال جھلکتے ہوں) نماز اور طواف کے لئے آنا حرام ہے اور ایسے کپڑے میں ان کی نماز بھی نہیں ہوتی۔ طواف میں عورتوں کو چاہئے کہ مردوں کے ہجوم میں نہ گھسیں اور حجر اسود کا بوسہ لینے کی بھی کوشش نہ کریں ورنہ گناہگار ہوں گی اور ''نیکی برباد گناہ لازم'' کا مضمون صادق آئے گا' عورتوں کو چاہئے کہ حج کے دوران بھی نمازیں اپنے گھر پر پڑھیں' گھر پر نماز پڑھنے سے پورا ثواب ملے گا' ان کا گھر پر نماز پڑھنا حرم شریف میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور طواف کے لئے رات کو جائیں' اس وقت رش نسبتاً کم ہوتا ہے۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد ۲۲ شمارہ ۳۲ ۱۳۶۸/ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جنوری ۲۰۰۴ء

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہ

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہم

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مولانا محمد اکرم طوفانی

مولانا اللہ وسایا

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید انظر علیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد وسیم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ 4
انسانیت کی اصلاح کی سعی 6
(مولانا سید رابع حسنی ندوی)
تقویٰ کی حقیقت 8
(مولانا عبداللہ عباس ندوی)
آخری وصیت 10
(مفتی محمد سلمان منصور پوری)
حج کے آداب 12
(مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)
ظہور مہدی 18
(مفتی محمد عمر فاروق لوہاروی)
علامہ شاہ احمد نورانی اور تحریک ختم نبوت 24
(مولانا اللہ وسایا)

زر تعاون بیرون ممالک امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۲۰۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۱۰۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۷ روپے۔ ششماہی ۱۷۵ روپے۔ سالانہ ۳۵۰ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 / اکاؤنٹ نمبر 2-827 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲، ۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish, M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پنجاب حکومت کی شرمناک حرکت

ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے قریب اونچی کھرولیاں ایک گاؤں ہے۔ اس کے ساتھ ملحق چار اور آبادیاں ہیں۔ چار ہزار کے قریب وہاں مسلمان آباد ہیں۔ اس میں صرف چھ گھر قادیانیوں کے ہیں' ان میں ایک اسلم نامی قادیانی کا بیٹا ڈاکٹر مبشر نامی وہاں آنکھوں کا ہسپتال بنانا چاہتا ہے۔ جس سے علاج کے نام پر قادیانی لالچ کھربوں روپے کی مالک و مختار ہوگی' پنجاب کے وزیر اعلیٰ چوہدری پرویز الٰہی نے وہاں کا دورہ کیا' گاؤں کو ماڈل ویلج قرار دیا' گیس کی فراہمی اور دیگر اقدامات کا اعلان کیا گیا' جس کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں' لیکن افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس گاؤں کا نام تبدیل کر کے اسلم قادیانی کے نام پر "اسلم پور" رکھ دیا گیا۔ یہ اقدام غیر منصفانہ اور قادیانیت نوازی کی سنگین مثال ہے۔ کیا وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی ان مندرجہ ذیل امور کی طرف توجہ فرمائیں گے؟

الف:...... اس ہسپتال کے نام پر مسلمانوں کو مرتد یعنی قادیانی بنانے کے لئے قادیانی کیا گل کھلائیں گے؟

ب:...... قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں' آئین پاکستان سے غداری کر کے اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے پر مصر ہیں' آئین پاکستان کی باغی جماعت کو قانون کا پابند بنانے کی بجائے ان مراعات سے نوازنے کا کوئی جواز ہے؟

ج:...... سابقہ دور حکومت میں مسلمانوں کے متفقہ مطالبہ پر ربوہ کا نام چناب نگر رکھا گیا۔ اس اقدام سے قرآن مجید کی تحریف کے قادیانی راستہ کو بند کیا گیا۔ اہل اسلام نے اس کا خیر مقدم کیا' آپ سے قادیانی اقلیت کی ارتدادی تحریف پر اوس پڑ گئی' اب اسلم قادیانی کے نام پر مسلم اکثریت پر مشتمل گاؤں کا نام اسلم پور رکھ کر قادیانیوں کو خوش کرنے کا موقع تو فراہم نہیں کیا گیا؟

د:...... ڈنگہ ضلع گجرات میں ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں نے فائرنگ کر کے مسلمانوں کو شہید کیا۔ چوہدری ظہور الٰہی مرحوم نے مسلمان مقتولین کے ورثا کو اپنی جیب سے تاحیات وظیفہ جاری کیا۔ جناب چوہدری ظہور الٰہی مرحوم مجاہد ختم نبوت تھے' انہوں نے اس تحریک میں مسلمانوں کی رہنمائی کا فریضہ بھرپور انداز میں سرانجام دیا۔ جناب چوہدری پرویز الٰہی کے اس اقدام سے قادیانیوں نے چوہدری ظہور الٰہی مرحوم کی روح سے انتقام تو نہیں لے لیا؟

بڑے ہی درد اور اخلاص سے وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی سے استدعا ہے:

☆...... گاؤں اونچی کھرولیاں کے نام کو اگر تبدیل کرنا ضروری ہے تو اس کا نام کسی مسلمان شخصیت کے نام پر رکھیں جیسے "ظہور الٰہی نگر" یا جو مناسب سمجھیں۔

☆...... قادیانیوں کے ملکیتی ذاتی ہسپتال کو سرکاری مراعات سے نواز کر اسلامی اسٹیٹ کو ارتدادی مہم کا حصہ نہیں بننا چاہئے۔

کینیڈا کی قادیانی جماعت میں پھوٹ پڑ گئی

قادیانیوں میں باہمی اختلافات کی خبریں جس تیزی کے ساتھ منظر عام پر آ رہی ہیں اس سے واضح ہو رہا ہے کہ قادیانی تحریک کو ختم کرنے کیلئے کسی بیرونی عنصر کی ضرورت نہیں پڑے گی بلکہ قادیانی خود ہی آپس میں لڑ لڑ کر ختم ہو جائیں گے۔ ملاحظہ فرمایئے کینیڈا میں قادیانی جماعت کے باہمی اختلافات کی خبر:

"قادیانیوں میں پھوٹ' کینیڈا میں نئی جماعت قائم کرنے کا فیصلہ

جماعت احمدیہ کینیڈا کے مرکزی رہنما مبشر ڈار نے بغاوت کر دی' قادیانیوں کی بڑی تعداد مرزا مسرور سے متنفر

لندن (خبر نگار خصوصی) جماعت احمدیہ کینیڈا کے مرکزی رہنما بشیر ڈار نے قیادت سے بغاوت کرتے ہوئے کینیڈا میں نئی جماعت قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے احمدیہ جماعت کینیڈا بشیر ڈار کے اس اقدام سے دو حصوں میں تقسیم ہوگئی ہے' کینیڈا میں قادیانیوں کی بہت بڑی تعداد مرزا مسرور احمد کے اقدامات سے متنفر ہوگئی ہے "بشیر ڈار نے کہا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ میں رائج آمرانہ اور ظالمانہ نظام کے خلاف آواز اٹھائیں گے اور عدل و انصاف کے نظام کے لئے جدوجہد کریں گے' ذرائع کے مطابق جماعت احمدیہ کینیڈا کی مرزائی قیادت شدید اختلافات کے بعد دو حصوں میں منقسم ہوگئی ہے' کینیڈا کے مرکزی رہنما بشیر ڈار نے جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا مسرور کے اقدامات پر تنقید کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ مرزا مسرور نے جماعت احمدیہ میں آمریت قائم کی جو قادیانی تعلیمات کے منافی ہے' انہوں نے جماعت احمدیہ کینیڈا کے نیشنل امیر نسیم مہدی کو غاصب قرار دیا اور کہا کہ نسیم مہدی جماعت کو بغیر کسی قاعدے قانون کے چلا رہا ہے' ان کی ہر بات حرف آخر سمجھی جاتی ہے اور جو ان کے اقدام کی مخالفت کرتا ہے اسے بلیک لسٹ قرار دے دیا جاتا ہے' ذرائع کے مطابق جماعت احمدیہ کینیڈا کے مرکزی قائدین کے درمیان اختلافات مرکزی امارت کی جانب سے بعض اقدامات اور نیشنل امیر کے طریقہ انتخاب پر پیدا ہوئے ہیں' بشیر ڈار جن کا تعلق پاکستان کے شہر کوئٹہ سے ہے' پیدائشی قادیانی ہیں اور جماعت احمدیہ کے مرکزی عہدوں پر فائز رہے ہیں' موجودہ امیر نسیم مہدی کے ۱۸ سالہ دور امارت کے حوالے سے انہوں نے اپنے تحفظات کا اظہار کئی بار مرکزی قیادت سے کیا' انہوں نے اس سلسلے میں مرکزی جماعت کے اقدامات سے اختلاف کرتے ہوئے نئی جماعت کے قیام کا فیصلہ کیا ہے' جس کا حتمی اعلان تاحال نہیں کیا گیا تاہم انہوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف ایک ویب سائٹ قائم کرلی ہے اور ان کا دعویٰ ہے کہ وہ اس ویب سائٹ کے ذریعے جماعت احمدیہ کے قائدین کے من مانے خلاف شرع اقدامات سے قادیانیوں کو آگاہ کریں گے' انہوں نے قادیانی جماعت سے تاحال اپنی علیحدگی کا باقاعدہ اعلان نہیں کیا' ان کا کہنا ہے کہ وہ اس سلسلے میں بھرپور جدوجہد کرکے جماعت کو جمہوری اور اسلامی بنائیں گے' دریں اثنا کینیڈا میں قادیانیوں کی بھاری تعداد نے بشیر ڈار کی حمایت کردی ہے' ذرائع کے مطابق مرزا مسرور احمد کی ہدایت پر بشیر ڈار کے خلاف سخت کارروائی کی تیاری کرلی گئی ہے۔" (روزنامہ "امت" کراچی ۱۷/دسمبر ۲۰۰۳ء)

امید ہے کہ جلد ہی اس قسم کے مزید اختلافات منظر عام پر آکر قادیانی جماعت کی شکست و ریخت کا سامان کریں گے اور قادیانیت کے خاتمے اور اسلام کی بقا کی حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ کی پیش گوئی انشاء اللہ جلد ہی پوری ہوگی۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ "ختم نبوت" کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جاچکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں سے یہ شکایات موصول ہورہی ہیں کہ پوسٹ مین اضافی چارج وصول کرتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ رسالہ ہے جسے پاکستان پوسٹ آفس کی جانب سے ڈاک کے رعایتی نرخ یعنی ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ کی سہولت حاصل ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ رسالہ پر ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ لگے ہونے کی صورت میں کسی قسم کا اضافی چارج ڈاکیہ کو ہرگز نہ دیا جائے۔

نوٹ: خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

انسانیت کی اصلاح کی سعی

اس وقت دنیا میں خود غرضی، نفع اندوزی، ظلم و زیادتی کا عام چلن ہوگیا ہے، اچھے اچھے امن پسند اور انسانیت دوست عنوانات سے حق تلفی، دھاندلی اور انسان کشی اور بربریت کی حرکتوں کو چھپایا جاتا ہے اور من مانی کی جاتی ہے، یہ طریقہ ناانصافی اور ظلم کا اور اپنے مالک و خالق کی نافرمانی کا طریقہ ہے۔ ضرورت ہے ایسے حالات کو بدلنے کی اور انسانیت کو صحیح اور خیر پسندی کی راہ پر لانے کی بھرپور کوشش کی جائے، اسلام میں اس کی تعلیم دی گئی ہے، بلکہ اسلام کا اہم ترین مقصد ساری انسانیت کو اس راستہ پر لانا ہے اور اس پر چلانا ہے، جو انسانیت کے صلاح و فلاح کا راستہ ہے، انسانیت کی اصل صلاح و فلاح کا تعلق آخرت کی زندگی سے ہے، جس کے لئے تمہید و ذریعہ دنیا کی یہی زندگی بنتی ہے، اس صلاح و فلاح کو جاننے اور رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو ذریعے بنائے ہیں۔ ایک ذریعہ انسان کی عقل و فہم ہے کہ جو اپنی فطری حالت میں ہونے کی صورت میں زندگی کے اچھے برے کو سمجھ سکتی ہے اور دوسرا ذریعہ وحی الٰہی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتہ کے ذریعہ منتخب انسانوں کو انسانی زندگی کی ان اچھی اور بری باتوں سے باخبر رکھا جن کو انسان کی عام عقل و فہم پوری طرح متعین نہیں کرسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی یہ وحی فرشتوں کے ذریعہ بھی اور بغیر فرشتوں کے بھی اپنے جن منتخب بندوں کی طرف بھیجی، وہ نبی کہلائے، ان میں آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے، جنہوں نے دین کی باتوں کو جن سے انسانی زندگی کی اچھی اور بری باتیں متعین ہوتی ہیں، اللہ کے حکم سے اور اس کی بھیجی ہوئی ہدایات کے لحاظ سے جامع اور وسیع شکل میں بتایا، اور محفوظ کردیا اور یہ بتایا کہ دین صرف عبادات کا نام نہیں بلکہ وہ زندگی کے تمام طور و طریق پر حاوی ہے، جو انسان کو اس کی

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

زندگی کی خیر و صلاح و فلاح کی راہوں پر چلنا بتاتا ہے، اسی جامع و کامل ہدایت کا نام اسلام ہے، لفظاً اسلام کے معنی ہیں اپنے کو سپرد کردینا جس کا مطلب ہے کہ انسان اپنی زندگی کے اطوار و اخلاق کو اپنے خالق و مالک اللہ رب العزت کی مرضی کے سپرد کردیتا ہے، اللہ رب العزت جو انسانوں کا خالق ہے، وہ انسانوں کے مزاج، ضرورتوں اور صلاحیتوں کو جانتا ہے، اس لئے اس نے جو طور و طریق انسانوں کے لئے پسند فرمائے ہیں، وہ انسانوں کی ضرورت، طاقت اور صلاحیت کے مطابق ہیں اور وہ انسان کے لئے صلاح و فلاح کی ضمانت بھی دیتے ہیں، اسلام میں انہی ہدایات کو دین کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے اسی دین کے ماننے والوں پر یہ ذمہ داری بھی رکھی ہے کہ وہ اپنے کو صلاح و فلاح کے مطابق بنانے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی اس کے مطابق بنانے کی فکر کریں، اس کے لئے جو مناسب اور موزوں تدابیر ہیں وہ اختیار کریں، ان تدابیر کی ایک ترتیب رکھی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ جو لوگ ناواقف ہیں ان کو شفقت و محبت کے ساتھ واقف کرایا جائے، اسی کا نام دعوت ہے، اسی طریقہ سے ہر مسلمان کی حیثیت داعی کی بھی ہوجاتی ہے اور کم سے کم مسلمانوں کی ایک وسیع تعداد اس کام پر مامور رکھی گئی ہے اور اس ذمہ داری کی انجام دہی اللہ تعالیٰ کو بہت مطلوب ہے، کیونکہ وہ انسانوں کو بھلا دیکھنا چاہتا ہے لیکن جبر و تشدد سے نہیں بلکہ افہام و تفہیم سے، یہ کام اللہ تعالیٰ کی نظر میں نہ صرف یہ کہ ضروری ہے بلکہ اس کی رحمت کو کھینچنے والا اور لانے والا ہے، اور یہ کام اگر کوئی بھی نہ کرے تو یہ کوتاہی انسانوں پر اللہ کے عتاب کے نازل ہونے کا سبب بن سکتی ہے۔

ہمیں تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں جہاں اس کام سے بالکل پہلوتہی کی گئی، وہاں وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناراضی کے اثرات پڑے جو مصائب اور تباہی کی شکل میں ظاہر ہوئے۔

دعوت کا کام افہام و تفہیم اور حکمت و موعظت کے ساتھ کرنے کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کی جائیں

تو اللہ نے اس رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے مسلمانوں کو جو بھی معقول طریقے ہیں ان کو اختیار کرنے کی اجازت دی ہے، لیکن ان ذرائع کے ساتھ جو مسلمانوں کے لئے انسانی طور پر قابل عمل ہوں اور اسی نقطہ سے وہ مرحلہ شروع ہوتا ہے، جس میں مجبور ہو کر بعض مرتبہ کوشش کرنے والوں کو سختی کا رویہ اختیار کرنے کی نوبت آجاتی ہے، لیکن یہ سختی ظلم کو روکنے اور صحیح راستہ میں رکاوٹ پیدا کرنے کا مقابلہ کرنے کے لئے ہوتی ہے تاکہ انسانوں کو صلاح وفلاح کا راستہ بتانے کا کام انجام پا سکے، یہ بات جب طاقت کے اعلیٰ وسائل ہوں تو ان کے ذریعہ بھی عمل میں آتی ہے، لیکن کسی کو اس کے اختیار کردہ طریقہ زندگی کو زبردستی بدلنے پر مجبور کرنے کی اجازت نہیں، قرآن مجید میں آتا ہے:

"لا اکراہ فی الدین"

"دین کے معاملہ میں مجبور کرنا نہیں ہے۔"

البتہ نصیحت وموعظت اور ابلاغ حق کو روکنے میں سختی اختیار کرے تو اس کے مقابلہ میں سختی کرنے کی اجازت ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے:

"یہ بات ان لوگوں کے لئے بتادی گئی ہے جن سے لڑائی کی جاتی ہے کہ وہ مظلوم ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔"

اور یہ بھی قرآن میں بتایا گیا:

"اگر لوگوں کا ایک دوسرے کو روکنے اور دفع کرنے کا معاملہ نہ ہو تو یہ مختلف عبادت خانے اور مسجدیں جن میں اللہ کو بہت یاد کیا جاتا ہے، یہ سب ٹوٹ پھوٹ جائیں گی۔"

اس طرح اس ضرورت کو بتایا گیا ہے کہ حق کی باتوں کو اور انسانوں کی صلاح وفلاح کے طریقوں کو لوگوں کو بتایا جائے اور ان کی زندگیوں کو راہ راست پر لایا جائے تاکہ وہ اپنے خالق ومالک کی مرضی کے مطابق ہو سکیں اور اس کام کو روکنے نہ دیا جائے، تاکہ خالق ومالک کی عبادت کے سلسلہ کو بند نہ ہونے دیا جائے، یہ کام امن وآشتی کے ساتھ کیا جائے، لیکن اگر اس میں رکاوٹ ڈالی جائے تو اس رکاوٹ کو دور کیا جائے، اور اگر منظم رکاوٹ ڈالی جائے تو منظم طریقہ سے روکا جائے اور روکنے کی ضرورت بتائی گئی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے بندے اس راہ میں کوشش اور محنت کرتے ہیں کہ خود ہی اپنے طور وطریق کو درست رکھنے کی فکر کرتے ہیں اور پھر دوسروں کے طور وطریق کو بھی درست کرنے کے لئے حکمت ومحبت کے ساتھ کوشش کرتے ہیں اور جب سختی کا ان کو مقابلہ پڑتا ہے تو وہاں ان کو سختی کا جواب دینا پڑتا ہے۔

اس پورے عمل کو اللہ تعالیٰ نے جہاد کے لفظ سے بھی یاد کیا ہے اور جہاد کے معنی اصلاً سعی بلیغ کرنے کے یعنی ہمت اور عزم کے ساتھ پوری کوشش کرنے کے ہیں اور یہ اللہ کو بہت محبوب ہے، لیکن افسوس کی بات ہے کہ اس لفظ کے صحیح مفہوم اور معنی کو اس کے صرف ایک رخ کے ساتھ مخصوص سمجھا جانے لگا اور اس کا مطلب اسلام کے مخالفین محض لڑائی اور جھگڑے کے لینے لگے ہیں، حالانکہ اس سے جو عمل مقصود ہے وہ انسانوں کے ساتھ خیر خواہی اور ان کی خیر طلبی کا ہے، اس میں مقابلہ اور ٹکراؤ صرف آ جاتا ہے اور مجبوری کا ہوتا ہے اور وہ اس کا صرف ایک رخ ہے اور اس میں بھی یہ شرط ہوتی ہے کہ اس میں اصلاً اپنی ذاتی اور مادی اور دنیاوی منفعت پیش نظر نہ ہو، اس میں خیر طلبی مقصود ہو اور اچھے مقصد کے لئے اپنے جان ومال کی قربانی کے جذبہ سے ہو۔

دنیا میں اس وقت انسان کے لئے خیر طلبی کے بجائے دوسروں کے ساتھ ظلم کرنے اور لڑنے بھڑنے کی مثالیں عام ہوتی ہیں، ان میں اپنی اپنی صرف دنیاوی منفعت مقصود ہوتی ہے، یہ مثالیں ہر طرف بڑے پیمانہ پر وجود میں آتی رہتی ہیں، جس میں لاکھوں جانیں ضائع ہو جاتی ہیں اور یہ سب اپنے نفس اور اپنی دنیاوی خواہش کی تکمیل کے لئے کیا جا رہا ہے، طاقتور فریق اس کو اختیار کرتا ہے، ہیروشیما اور ناگاساکی میں لاکھوں انسانوں کو ختم کر دیا گیا، فلسطین سے لاکھوں باشندوں کو اپنے گھروں سے نکال کر صحراؤں میں اور دوسرے علاقوں میں بھگا دیا گیا، جو نہ نکالے جا سکے ان کو بمباری سے تباہ کیا جاتا رہا، اس کے مقابلے میں کوئی غصہ میں انتقامی عمل اختیار کرے تو کیا تعجب کی بات ہے؟ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ جو لوگ اس کام کو کر لیتے ہیں تو ان کو شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور بعض ان واقعات پر کہ جن کے اسباب انفرادی اور مقامی ہوتے ہیں، ان کے حوالے سے ابلاغ حق اور انسانیت کی فلاح وصلاح کے لئے کی جانے والی کوشش کو بلاوجہ الزام دے دیا جاتا ہے اور اس کو تشدد اور دہشت گردی کا جھوٹا نام دے کر بدنام کیا جاتا ہے اور افسوس کی بات ہے کہ یہ سوچے سمجھے طریقے اور عداوت کے جذبہ سے کیا جاتا ہے، یہ بات پوری انسانیت کے لئے ایک بدخواہی اور مضرت رسانی کا عمل ہے، ہم اہل حق کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ جن کی معلومات اس سلسلہ میں غلط فہمی پر مبنی ہیں ان کے خیالات کو بھی درست کریں۔

☆☆..........☆☆

تقویٰ کی حقیقت

مولانا عبداللہ عباس ندوی

تقویٰ کی حقیقت کیا ہے:

تقویٰ اصل میں وقویٰ ہے' عربی زبان میں اس کے لغوی معنی بچنے' پرہیز کرنے اور لحاظ کرنے کے ہیں' لیکن وحی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں یہ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہمیشہ حاضر وناظر ہونے کا یقین پیدا کرکے دل میں خیر و شر کی تمیز کی خلش اور خیر کی طرف رغبت اور شر سے نفرت پیدا کردیتی ہے' دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ ضمیر کے اس احساس کا نام ہے' جس کی بنا پر ہر کام میں خدا کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی شدید رغبت اور اس کی مخالفت سے شدید نفرت پیدا ہوتی ہے' یہ بات کہ تقویٰ اصل میں دل کی اس کیفیت کا نام ہے' قرآن پاک کی اس آیت سے ظاہر ہے جو ارکان حج کے بیان کے موقع پر ہے:

"اور جو شعائر الٰہی کی تعظیم کرتے ہیں تو وہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔" (الحج:۳۲)

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ تقویٰ کا اصلی تعلق دل سے ہے' اور وہ سلبی کیفیت (بچنا) کے بجائے ایجابی اور ثبوتی کیفیت اپنے اندر رکھتا ہے' وہ امور خیر کی طرف دلوں میں تحریک پیدا کرتا ہے اور شعائر الٰہی کی تعظیم سے ان کو معمور کرتا ہے' ایک اور آیت کریمہ میں ارشاد ہے:

"بے شک جو لوگ رسول اللہ کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں وہی ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے واسطے جانچا ہے' ان کو معافی ہے اور بڑا بدلہ۔"

اس آیت میں بھی تقویٰ کا مرکز دل ہی کو قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ رسول کی تعظیم کا احساس تقویٰ سے پیدا ہوتا ہے' ایک اور تیسری آیت میں تقویٰ کے فطری الہام ہونے کی طرف اشارہ ہے:

"تو ہر نفس میں اس کا فجور اور اس کا تقویٰ الہام کردیا۔" (سورۂ شمس:۸)

فجور تو ظاہر ہے کہ گناہگاری اور نافرمانی کی جڑ ہے' ٹھیک اسی طرح تقویٰ تمام نیکیوں کی بنیاد اور اصل الاصول ہے اور دونوں بندہ کو فطرتاً ودیعت ہیں' اب بندہ اپنے عمل اور کوشش سے ایک کو چھوڑتا اور دوسرے کو اختیار کرتا ہے' مگر بہرحال یہ دونوں الہام ربانی ہیں' اور سب کو معلوم ہے کہ الہام کا ربانی مرکز دل ہے' اس لئے یہی تقویٰ کا مقام ہے۔

تقویٰ کا لفظ جس طرح اس دلی کیفیت پر بولا جاتا ہے' اس کیفیت کے اثر اور نتیجہ پر بھی اطلاق پاتا ہے' صحابہ کرام نے کفار کے اشتعال دلانے اور ان سے بدلہ لینے پر پوری قدرت رکھنے کے باوجود حدیبیہ کی صلح کو تسلیم کرلیا' تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس مستحسن روش کو تقویٰ فرمایا:

"اور جب کفار نے اپنے دلوں میں پچ رکھی' نادانی کی پچ' تو اللہ نے اپنا چین اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر اتارا اور ان کو تقویٰ کی بات پر لگا رکھا اور وہی تھے اس کے لائق اور اس کے اہل۔" (سورۂ فتح:۲۶)

یہاں جنگ و خونریزی سے احتراز' خانہ کعبہ کے ادب' اور کفار قریش کی جاہلانہ عصبیت سے چشم پوشی کو تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے' ایک اور دوسری آیت میں دشمنوں کے ساتھ ایفائے عہد اور حتی الامکان جنگ سے پرہیز کرنے والوں کو متقی یعنی تقویٰ والے فرمایا ہے' اور ان کے ساتھ اپنی محبت ظاہر فرمائی ہے:

"تو تم ان کے عہد کو ان کی مقررہ مدت تک پورا کرو' خدا تقویٰ والوں کو پیار کرتا ہے۔" (سورۂ توبہ:۴)

"تو وہ جب تک تم سے سیدھے رہیں' تم بھی ان کے ساتھ سیدھے رہو' خدا تقویٰ والوں کو پیار کرتا ہے۔" (سورۂ توبہ:۴)

جس طرح انسان کا فجور' بری تعلیم' بری صحبت

اور برے کاموں کی مشق اور کثرت سے بڑھتا جاتا ہے اسی طرح اچھے کاموں کے شوق اور عمل سے نیکی کا ذوق بھی پرورش پاتا ہے اور اس کی قلبی کیفیت میں ترقی ہوتی ہے:

"جو لوگ راہ پر آ گئے خدا نے ان کی سوجھ اور بڑھا دی اور ان کو ان کا تقویٰ عنایت کیا۔" (سورۂ محمد:۱۷)

اس سے عیاں ہے کہ "تقویٰ" ایک ایجابی اور ثبوتی کیفیت ہے، جو انسان کو خدا عنایت فرماتا ہے اور جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کو ہدایت پر ہدایت اور فطری تقویٰ پر مزید دولت تقویٰ مرحمت ہوتی ہے۔

تقویٰ کی یہ حقیقت کہ وہ دل کی خاص کیفیت کا نام ہے ایک صحیح حدیث سے تصریحاً معلوم ہوتی ہے، صحابہ کرامؓ کے مجمع میں ارشاد فرمایا:

"التقویٰ ھٰھنا" (مسلم)

ترجمہ: "تقویٰ یہاں ہے۔"

اور یہ کہہ کر دل کی طرف اشارہ فرمایا، جس سے بے شک وشبہ یہ واضح ہو جاتا ہے کہ تقویٰ دل کی پاکیزہ ترین اور اعلیٰ ترین کیفیت کا نام ہے، جو تمام نیکیوں کی محرک ہے اور وہی مذہب کی جان اور دینداری کی روح ہے اور یہی سبب ہے کہ وہ قرآن پاک کی رہنمائی کی غایت، ساری ربانی عبادتوں کا مقصد اور تمام اخلاقی تعلیمات کا ماحصل قرار پایا۔

اسلام میں برتری کا معیار:

اسلام میں تقویٰ کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا اثر یہ ہے کہ تعلیم محمدی نے نسل، رنگ، وطن، خاندان، دولت، حسب، نسب، غرض نوع انسانی کے ان صدہا خود ساختہ اعزازی مرتبوں کو مٹا کر صرف ایک ہی امتیازی معیار قائم کر دیا، جس کا نام تقویٰ ہے اور جو ساری نیکیوں کی جان ہے، اور اس لئے وہی معیاری امتیاز بننے کے لائق ہے چنانچہ قرآن پاک نے باآواز بلند یہ اعلان کیا:

"ہم نے تم کو مختلف خاندان اور قبیلے صرف اس لئے بنایا کہ باہم شناخت ہو سکے، تم میں سے خدا کے نزدیک سب سے معزز وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔" (الحجرات:۱۳)

اس اعلان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو مختصر لفظوں میں ادا فرمایا کہ "الکرم التقویٰ" (یعنی بزرگی وشرافت تقویٰ کا نام ہے) اور اسی کے لئے حجۃ الوداع کے اعلان عام میں پکار کر فرمایا کہ "عرب کو عجم پر اور کالے کو گورے پر کوئی برتری نہیں، برتر وہ ہے جس میں سب سے زیادہ تقویٰ ہے۔"

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے "لعلکم تتقون" کا ترجمہ آیات کے سیاق وسباق اور قرآن کریم کی روح کو سامنے رکھتے ہوئے الفاظ بدل بدل کر کیا ہے، مثلاً:

"اے لوگو! عبادت اختیار کرو اپنے پروردگار کی، جس نے تم کو پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، عجب نہیں کہ تم دوزخ سے بچ جاؤ۔" (البقرہ:۲۱)

اور جب ہم نے تم سے قول وقرار کر لیا (کہ توراۃ پر عمل کریں گے) اور ہم نے طور پہاڑ کو اٹھا کر تمہارے اوپر (محاذات میں) معلق کر دیا کہ (جلدی) قبول کرو، جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے مضبوطی کے ساتھ اور یاد رکھو جو (احکام) اس میں ہیں جس سے توقع ہے کہ تم متقی بن جاؤ۔ (البقرہ:۶۳)

"اور اے فہیم لوگو! (اس قانون) قصاص میں تمہاری جان کا بڑا بچاؤ ہے (ہم امید کرتے ہیں) کہ تم لوگ (ایسے قانون امن کی خلاف ورزی کرنے سے) پرہیز رکھو گے۔" (البقرہ:۱۷۹)

"اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا، جس طرح تم سے پہلے (امتوں کے) لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، اس توقع پر کہ تم (روزہ کی بدولت رفتہ رفتہ) متقی بن جاؤ۔" (البقرہ:۱۸۳)

ان ترجموں میں بظاہر لفظ کی پابندی نہیں ہے اور "لعل" کے معنی وسعت کے ساتھ ملحق کر دیا گیا ہے، لیکن روح وہی ہے جس کو حفاظت اور بچاؤ کہتے ہیں:

"اے لوگو! عبادت اختیار کرو اپنے پروردگار کی، جس نے تم کو پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، عجب نہیں کہ تم دوزخ سے بچ جاؤ۔" (البقرہ:۲۱)

"یہ خداوندی ضابطے ہیں، سو ان (سے نکلنے) کے نزدیک بھی مت ہو، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے (اور) احکام بھی لوگوں کی اصلاح کے واسطے بیان فرمایا کرتے ہیں، اسی امید پر کہ وہ لوگ پرہیز رکھیں۔" (البقرہ:۱۸۷)

"اور جو لوگ احتیاط رکھتے ہیں ان پر اس کی باز پرس کا کوئی اثر نہ پہنچے گا لیکن ان کے ذمہ نصیحت کر دینا ہے شاید وہ بھی احتیاط کرنے لگیں۔" (الانعام:۶۹)

☆☆.........☆☆

حضرت کی وصیت

مفتی محمد سلمان منصور پوری

سیدنا حضرت ابوعبیدہ (عامر بن عبداللہ) بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی امانت و دیانت کے اعتبار سے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ آپ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"ان لکل امۃ امینا وان امیننا ایتھا الامۃ ابو عبیدۃ بن الجراح۔" (بخاری شریف ۱/۵۳۰)

ترجمہ: "ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اے لوگو! ہماری امت کے معتمد ترین امین شخص حضرت ابوعبیدہؓ ہیں۔"

ان کی اسی امانت و دیانت کو ملحوظ رکھتے ہوئے امیر المومنین سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات سے قبل ارشاد فرمایا تھا:

"اگر آج ابوعبیدہؓ زندہ ہوتے تو میں انہیں اپنی جگہ خلیفہ بنا کر جاتا اور اگر میرا رب مجھ سے اس بارے میں پوچھتا تو عرض کر دیتا کہ میں ایسے شخص کو خلیفہ بنا کر آیا ہوں جو اللہ اور اس کے رسول دونوں کا امین ہے۔" (رجال حول الرسول: ۱۴۰)

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی وفات وبائی طاعون میں ہوئی، جبکہ آپ اردن کے علاقہ میں دینی، دعوتی اور جہادی سرگرمیوں میں مشغول تھے۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؓ نے اپنے سب ساتھیوں کو جمع فرمایا اور ان کے سامنے وصیت کے طور پر چند باتیں پیش کیں، یہ باتیں اس قدر قیمتی اور اہم ہیں کہ ہر مسلمان کو ہر وقت انہیں یاد رکھنا چاہئے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں تمہیں ایک وصیت کر رہا ہوں، اگر تم نے اسے قبول کر لیا تو تم ہمیشہ خیر و عافیت سے رہو گے، وہ وصیت یہ ہے:

"۱:......نماز قائم کرنا، ۲:......زکوٰۃ دیتے رہنا، ۳:......رمضان المبارک کے روزے رکھنا، ۴:......صدقہ خیرات کرتے رہنا، ۵:......حج کا اہتمام رکھنا، ۶:......حسب موقع عمرے کرتے رہنا، ۷:......ایک دوسرے کو نیک اعمال کی ترغیب و تاکید کرتے رہنا، ۸:......اپنے امراء و ذمہ داران کے ساتھ خیرخواہی کا معاملہ کرنا اور ان کے ساتھ دھوکے بازی اور خیانت کا معاملہ مت کرنا، ۹:......دنیا تمہیں غفلت میں نہ ڈالے کیونکہ اگر کسی شخص کو ایک ہزار سال کی عمر بھی مل جائے تب بھی اسے اس جگہ جانے سے مفر نہیں، جہاں آج تم مجھے دیکھ رہے ہو (یعنی موت سے چھٹکارا نہیں ہے، اس مرحلہ سے تو بہرحال گزرنا پڑے گا) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم پر موت مقرر کر دی ہے، لہٰذا وہ تو مر کر رہیں گے، ۱۰:......انسانوں میں سب سے عقلمند شخص وہ ہے جو اپنے رب کی سب سے زیادہ اطاعت کرنے والا اور مرنے کے بعد کی زندگی کے لئے اعمال کرنے والا ہو۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔"

(موسوعہ آثار الصحابہ ۳/۳۱)

یہ نصیحتیں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، ان میں دین کی تمام ضروری باتیں جمع کر دی گئی ہیں، بالخصوص آخرت کی فکر اور موت کی یاد اور مرنے کے بعد کی زندگی کے بارے میں جو توجہ دلائی گئی ہے وہ نہایت اہم ہے۔

ایک مسلمان کے لئے سب سے بڑی خرابی کی بات یہ ہے کہ وہ اپنی آخرت سے غافل ہوجائے اور دنیا کی لذتوں میں بدمست ہوکر موت کو بھول جائے۔

افسوس ہے کہ آج عقلمند اسے کہا جاتا ہے جو دنیا کمانے میں حاذق ہو، سیاست میں ماہر ہو، چرب زبانی میں یکتا ہو، وغیرہ وغیرہ۔

لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے فیض یافتہ صحابہ کرامؓ کی نظر میں محض ذہانت کا نام عقلمندی نہیں ہے بلکہ عقلمند صرف اور صرف وہی شخص کہلایا جاسکتا ہے جو اپنے خدا اور خالق و مالک کو سب سے زیادہ خوش رکھنے والا ہو اور مرنے کے بعد کی زندگی کے لئے دن رات محنت کرنے والا ہو، اگر یہ جذبات آدمی میں نہ ہوں تو پھر وہ ہرگز عقلمند نہیں ہے بلکہ پرلے درجہ کا احمق اور بے وقوف ہے اور اسے اپنی حماقت کا احساس مرنے کے بعد خود بخود ہوجائے گا، مگر اس وقت اس احساس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا، اس لئے ابھی سے احساس کرنے اور فکر آخرت سے عمل ہی اس کے لئے تیاری کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اللہ کے نزدیک ہمارا شمار اس کے نیک بندوں میں ہو اور دنیا کی زندگی ہمارے لئے وبال نہ بنے بلکہ رحمت خداوندی کے حصول کا ذریعہ بن جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے تمام صحابہ کرامؓ فکر آخرت کی دولت سے مالا مال ہوگئے تھے اور ان کے رگ و ریشے میں آخرت کی کامیابی اور اس کے حصول کے لئے ہر ممکن قربانی دینے کے جذبات موجزن تھے، گویا کہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ آخرت کی تیاری کے لئے وقف تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کا خلوص ساری امت سے بڑھا ہوا تھا، اگر ہمیں بھی کامیابی چاہئے تو اپنے اندر حضرات صحابہ کرامؓ جیسے مخلصانہ جذبات پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہوگی، کیونکہ ہمارے جذبات میں فکر آخرت کے بغیر خلوص پیدا ہونا ممکن نہیں ہے۔

اس لئے قدم قدم پر انسان کو اپنی موت اور موت کے بعد کے حالات یاد رکھنے چاہئیں، خلوص کے لئے بھی کارگر نسخہ ہے۔ اللہ تعالیٰ امت کے ہر فرد کو فکر آخرت، خلوص قلب اور اپنی رضائے دائمی سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

کونین میں شہرت ہے سرکار دو عالم کی (صلی اللہ علیہ وسلم)

زائر حرم حمید صدیقی لکھنوی

کونین میں شہرت ہے سرکار دو عالم کی — چھائی ہوئی رحمت ہے سرکار دو عالم کی
مومن کی نگاہوں میں فردوس سے بھی بڑھ کر — آغوش محبت ہے سرکار دو عالم کی
اے ارض مدینہ کاش آنکھوں میں تجھے رکھوں — جنت ہے تو جنت ہے سرکار دو عالم کی
انوار تجلی سے ہیں دونوں جہاں روشن — کیا شمع رسالت ہے سرکار دو عالم کی
مردے ہی نہیں کلمہ پتھر بھی پکار اٹھیں — ٹھوکر میں وہ قدرت ہے سرکار دو عالم کی
امی تھے مگر سینہ گنجینۂ حکمت تھا — مشہور فصاحت ہے سرکار دوعالم کی
لازم ہے تجھے رہنا سرتاج امم بن کر — وہ خاص جماعت ہے سرکار دو عالم کی
طیبہ کا ہر اک کوچہ کیوں کر نہ معطر ہو — پھیلی ہوئی نکہت ہے سرکار دو عالم کی
اے زائر خوش قسمت روضہ کی زیارت بھی — دراصل زیارت ہے سرکار دو عالم کی
تاحشر رہے یارب! محفوظ حوادث سے — دل میں جو امانت ہے سرکار دو عالم کی

کہتے ہوئے مرقد سے محشر میں حمید آئے
مجھ کو تو ضرورت ہے سرکار دو عالم کی

حج کے آداب

زیر نظر مضمون حضرت شہیدؒ کی ایک یادگار تقریر ہے جو آپ نے آداب حج کے موضوع پر فرمائی۔ افادۂ قارئین کے لئے اسے شائع کیا جارہا ہے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد!

میری طبیعت علیل چل رہی ہے، آج بہت ہی ہمت کر کے اپنے آپ کو آمادہ کیا ہے کچھ بیان کرنے کے لئے۔ اسلام کے ارکان میں سے پانچواں اور آخری رکن حج بیت اللہ ہے۔ تمام مسلمان جانتے ہیں کہ اسلام کے پانچ ارکان ہیں (۱): "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی گواہی دینا یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول اور نبی برحق ہیں۔ (۲) پانچ وقت کی نماز قائم کرنا۔ (۳) رمضان مبارک کے روزے رکھنا۔ (۴) مالداروں کے لئے جو صاحب نصاب ہوں، اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۵) اور پانچواں رکن ہے حج بیت اللہ، یعنی بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔

فرضیت حج:

حج عمر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے، اور یہ اس شخص پر فرض ہے جو وہاں جانے کی طاقت رکھتا ہو، جو شخص طاقت نہیں رکھتا اس پر حج فرض نہیں، اور جو شخص ایک مرتبہ حج کرلے اس پر دوبارہ حج کرنا فرض نہیں، حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: یا ایھا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا، فقال رجل اکل عام یا رسول اللہ؟ فسکت حتی قالھا ثلثا۔ فقال لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم...... الخ۔"

(مشکوٰۃ ص:۲۲۱)

ترجمہ:...... "ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے حج بیت اللہ کی فرضیت کا مسئلہ بیان فرمایا تو حضرت اقرع بن حابسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! حج صرف ایک ہی مرتبہ فرض ہے، یا ہر سال؟ آپ ﷺ خاموش رہے، یہاں تک کہ جب اس نے تین بار سوال دہرایا تو آپ ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا، اور ارشاد فرمایا کہ اگر میں یہ کہہ دیتا کہ ہاں ہر سال فرض ہے تو ہر سال فرض ہوجاتا، پھر تم اس کو کر نہ سکتے، پھر فرمایا صرف ایک ہی مرتبہ فرض ہے۔"

شیخ بنوریؒ کے حج و عمرے:

بہرحال حج عمر میں ایک ہی مرتبہ فرض ہے یوں اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ہمیشہ حج کے لئے جانا چاہئے اور بار بار جانا چاہئے، ہمارے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سال میں دو مرتبہ حرمین شریفین تشریف لے جاتے تھے، ایک مرتبہ رمضان میں عمرہ کے لئے، اور دوسری مرتبہ حج کے موقع پر، اور پھر فرماتے تھے کہ مجھے معلوم نہیں کہ میں کیوں جاتا ہوں؟ نہ طواف کرسکتا ہوں، نہ کوئی عمل کرسکتا ہوں، بس بیٹھا بیت اللہ شریف کو دیکھتا رہتا ہوں، چونکہ حضرتؒ کو گھٹنوں میں تکلیف رہتی تھی اس لئے زیادہ طواف اور عمرے نہیں کرپاتے تھے، اور کئی مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ہم بیٹری چارج کرنے کے لئے جاتے ہیں، یہ بیٹری کون سی تھی؟ دل کی، روحانیت کی، ایمان و یقین کی اور تعلق مع اللہ کی۔

تجلیات الٰہی کا مرکز:

بیت اللہ شریف تجلیات الٰہیہ کا مرکز ہے، اور رحمت خداوندی کی تقسیم کا مرکز ہے، روزانہ ایک سو بیس رحمتیں بیت اللہ پر نازل ہوتی ہیں، اور دنیا میں جتنی رحمتیں اور جتنی برکتیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں وہ بیت اللہ پر اترتی ہیں اور پھر وہاں سے پورے عالم میں تقسیم ہوتی ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو ظاہری اور باطنی سعادتوں کا مرکز بنایا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: "واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا۔" (البقرہ)۔ (اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے

کہ جس وقت ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کا معبد اور مقام امن ہمیشہ سے مقرر رکھا) نا معلوم مشرق و مغرب سے، جنوب و شمال سے، کس کس خطے سے لوگ دیوانہ وار لبیک لبیک پکارتے ہوئے آرہے ہیں، جیسے پروانے شمع پر ٹوٹتے ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ حرمین شریفین جانے کا اتفاق تو ہمیشہ ہوتا ہے لیکن اس مرتبہ چار باتیں ذہن میں آئیں جن کو میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

روحانی طور پر دلوں کا مقناطیس:

ایک بات ذہن میں آئی اور میں اس کو عطیہ الٰہی سمجھتا ہوں، گویا وہاں سے انعام ملا ہے کہ ساری دنیا جو یہاں کھنچ کھنچ کر جمع ہورہی ہے تو آخر کیوں جمع ہورہی ہے؟ بیت اللہ شریف کا ایک تو ظاہری نقشہ ہے، کہ پتھروں کی عمارت ہے، جس میں سیمنٹ لگایا ہوا ہے، نہ سنگ مرمر ہے، نہ کوئی اور ظاہری زینت کی چیز ایسی ہے جو لوگوں کے لئے موجب کشش ہو، موٹے موٹے پتھروں کی عمارت، یہ بیت اللہ ہے، اوپر سیاہ غلاف پڑا ہوا ہے اس میں کوئی مادی کشش نہیں ہے کہ لوگ اس کی چمک دمک کو دیکھنے کے لئے آئیں، جیسے تاج محل کو دیکھنے کے لئے جاتے ہیں، یا کسی اور خوبصورت عمارت کو دیکھنے کے لئے جاتے ہیں، وہاں کوئی ظاہری، مادی کشش اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھی، لیکن باطنی اور روحانی طور پر اللہ تعالیٰ نے اس کو دلوں کا مقناطیس بنایا ہے، جیسے مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے اسی طرح بیت اللہ قلوب کو اپنی طرف کھینچتا ہے، چنانچہ تمام اہل ایمان کے دل میں یہ جذبہ موجزن ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے اللہ کے گھر پہنچ جائیں، کوئی مسلمان ایسا نہیں ہوگا جس کے دل میں یہ تمنا اور یہ آرزو چٹکیاں نہ لیتی ہو، اور جس دل میں اللہ کا گھر دیکھنے کی تمنا نہیں، اور جس شخص کے دل میں یہ تڑپ نہیں ہے وہ صحیح معنی میں مسلمان ہی نہیں، چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے فرضیت حج کا اعلان فرمایا: "وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔" (آل عمران) (اور لوگوں کے ذمے ہے اللہ کی رضا کی خاطر اس بیت اللہ کا حج کرنا جو شخص یہاں پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو) تو اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا: "وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ" (اور جو کفر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ غنی ہے جہان والوں سے، اللہ کو کسی کی احتیاج نہیں ہے) اس میں اللہ تعالیٰ نے حج کے لئے نہ آنے کو کفر سے تعبیر فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"مَنْ لَمْ یَمْنَعْہُ مِنَ الْحَجِّ
حَاجَۃٌ ظَاہِرَۃٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ
اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ
فَلْیَمُتْ اِنْ شَاءَ یَہُوْدِیًّا وَاِنْ شَاءَ
نَصْرَانِیًّا۔" (مشکوٰۃ ص۲۲۲)

ترجمہ:...... "جس شخص کو حج کرنے سے نہ فقر و فاقہ مانع تھا، نہ ظالم حاکم مانع تھا، نہ کوئی روکنے والی بیماری مانع تھی، اس کے باوجود وہ حج کئے بغیر مرگیا تو (اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں) چاہے وہ یہودی ہوکر مرے، چاہے نصرانی ہوکر مرے۔"

نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ۔

تو میں نے کہا کہ ہر مومن کے دل میں یہ آرزو چٹکیاں لیتی ہے کہ کسی طرح اللہ کے گھر پہنچے، اور یہ تقاضائے ایمان ہے، اور اگر کسی کے دل میں یہ خیال بھی نہیں آتا تو پھر کہنا چاہئے کہ اس کا ایمان ہی صحیح نہیں، تو بیت اللہ کو اللہ تعالیٰ نے محبوبیت عطا فرمائی ہے، میں نے کہا کہ وہاں کوئی مادی کشش نہیں ہے کہ وہاں ظاہری طور پر کوئی نظارہ قابل دید ہو، وہاں دلچسپ مناظر ہوں، لیکن باطنی کشش اللہ تعالیٰ نے ایسی رکھی ہے کہ ہر آدمی کا جی چاہتا ہے کہ بیت اللہ سے لپٹ جائے اور لپٹ کر جتنا رو سکتا ہے روئے، چنانچہ حکم بھی ہے لپٹنے کا، اگر اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو ملتزم سے لپٹا جائے، بیت اللہ شریف کے دروازے اور حجر اسود کے کونے کے درمیان کا جو حصہ ہے یہ ملتزم کہلاتا ہے، ملتزم کے معنی ہی یہ ہیں "لپٹنے کی جگہ" کسی اور جگہ نہیں لپٹنا چاہئے کہ ادب کے خلاف ہے، وہاں اپنے جذبات پر نہیں بلکہ آئین ادب پر عمل کرنا ہے، یہ نہیں کہ جہاں چاہو بیت اللہ سے لپٹتے رہو، یہ ادب کے خلاف ہے، لپٹنے کی جگہ ملتزم کو بتادیا، اور دوسری جگہ میزاب رحمت کے نیچے حطیم کے اندر، وہاں لپٹ جاؤ، الغرض کسی کو وہاں پہنچنے کی، بیت اللہ کی زیارت کی، اور ملتزم پر لپٹنے کی توفیق ہوجائے تو اس سے بڑی کیا سعادت ہوگی؟ ایک عارف کا قول ہے:

نازک بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است
افتم بپائے خویش کہ بہ کویت رسیدہ است
ہزار بار بوسہ دہم من دست خویش را
کہ دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

ترجمہ:...... "مجھے اپنی آنکھوں پر ناز ہے کہ انہوں نے تیرا جمال دیکھ لیا، میں اپنے پاؤں پر گرتا ہوں کہ چل کر تیرے کوچہ میں پہنچ گئے، اور میں ہزار بار اپنے ہاتھوں کو بوسہ دیتا ہوں کہ انہوں نے تیرے دامن کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا ہے۔

لیلائے کعبہ کی محبوبیت:

لیلائے کعبہ میں اللہ نے ایسی محبوبیت اور ایسی

کشش رکھی ہے کہ لوگ اس پر دیوانہ وار ٹوٹتے ہیں، چاہتے ہیں کہ کسی طرح بیت اللہ تک پہنچ جائیں، وہاں پہنچ کر بھی (کیونکہ بھیڑ ہوتی ہے) جس خوش قسمت کو چمٹنے کا موقع نصیب ہو جائے اس کا جی پھر نہیں چاہتا کہ بس کرے، پیچھے ہٹ جائے، لوگ اس کو پیچھے سے ہٹاتے ہیں کہ میاں دوسروں کو بھی موقع دو، لیکن نہیں، وہ ہٹنے کا نام ہی نہیں لیتا، یہ کیا چیز اللہ تعالیٰ نے وہاں رکھی ہوئی ہے؟ اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے کیا مقناطیس بھرا ہوا ہے؟ لوگ یہ سب کچھ محض دیکھا دیکھی تو نہیں کرتے، یہ کیا بات ہے کہ میرے جیسا سنگ دل آدمی بھی جو باہر سے ہنستا کھیلتا چلا آتا ہے، لیکن جوں ہی بیت اللہ شریف کے پردے کو پکڑتا ہے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتا ہے، لوگوں کو وہاں روتے ہوئے دھاڑیں مارتے ہوئے چلاتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ تو ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ بیت اللہ شریف کو اللہ تعالیٰ نے مرکز ایمان اور دلوں کا مقناطیس بنایا ہے، جیسے ہمارے حضرت بنوریؒ فرماتے تھے کہ بیٹری چارج کرنے کے لئے وہاں جاتے ہیں، اپنے ایمان کو اس جنریٹر کے ساتھ لگادو، دل کو اس کے ساتھ جوڑ دو، دل کی بیٹری چارج ہو جائے گی، دل ایمان سے بھر جائے گا، عشق الٰہی سے دل کی انگیٹھی روشن ہو جائے گی اور جاذبہ عشق و محبت تمہیں ملاء اعلیٰ کی طرف کھینچ لے گا۔

اللہ کی بڑائی و کبریائی کا احساس:

دوسری بات سمجھ میں آئی کہ یہاں بڑوں کو بھی دیکھا، چھوٹوں کو بھی دیکھا کہ سب ایک لائن میں لگے ہوئے ہیں، وہاں پہنچ کر بڑے سے بڑے کی بڑائی کا شیش محل چکنا چور ہو جاتا ہے اور سب کو اپنے ہیچ در ہیچ اور لاشی ہونے کا کھلی آنکھوں مشاہدہ ہو جاتا ہے اور اپنا بندہ محض ہونا کھل جاتا ہے، ہمارے ایک دوست کراچی میں بھی ملتے رہتے ہیں، حرم شریف میں میرے پاس آبیٹھے تو انہوں نے میرے بارے میں کوئی ایسی بات کی، میں نے کہا: بھائی! یہاں کوئی بڑا چھوٹا نہیں ہے، وہاں پہنچتے ہی بڑوں کی بڑائی کافور ہو جاتی ہے، وہاں اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور کبریائی کا ایسا احساس ہوتا ہے کہ اپنے وجود سے شرم آنے لگتی ہے، وہاں شاہوں کو دیکھا، گداؤں کو دیکھا، عابدوں کو دیکھا، نیکوں کو دیکھا، بدوں کو دیکھا کہ سب کے سب دامن دل پھیلائے گڑگڑا رہے ہیں، اسی در پر انبیاء علیہم السلام بھی اپنا افتقار کر رہے ہیں اور ہم جیسے سیاہ کار اور گناہ گار بھی، ایک فقیر ہے تو وہ بھی وہاں دست سوال دراز کرتا ہے اور بارگاہ صمدیت سے بھیک مانگتا ہے، "یَارَبَّ الْبَیْتِ" (اے گھر کے مالک) کہہ کرکے اسے پکارتا ہے اور ہارون الرشید جیسا مطلق العنان خلیفہ و بادشاہ بھی وہاں پہنچ کر گدائے گدایان بن جاتا ہے اور بھکاریوں کی طرح بلک بلک کر مانگتا ہے اور کہتا ہے یَارَبَّ الْبَیْتِ! وہاں پہنچ کر مشاہدہ ہو جاتا ہے کہ بس یہی ایک بارگاہ عالی داتا کا دربار ہے۔

داتا صرف اللہ تعالیٰ ہیں:

وہی ایک دینے والا ہے، باقی سب کے سب بھیک منگے ہیں، سب کے سب ایک گھر کے بھکاری ہیں، الغرض وہاں بڑے اور چھوٹے کا امتیاز اٹھ جاتا ہے، وہاں شاہ و گدا کا سوال نہیں رہتا، وہ ایک دینے والا رب ہے، باقی سب لینے والے بندے ہیں، وہ ایک داتا ہے، باقی سب کے سب اس کی بارگاہ کے اس کے دروازے کے سوالی ہیں، فقیر ہیں، چنانچہ ارشاد ہے: "یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۔" (سورۃ فاطر:۱۵) (اے لوگو تم سب کے سب اللہ کی طرف فقیر ہو اور اللہ غنی ہے لائق حمد ہے) فقیر اس کو کہتے ہیں جو محتاج ہو، اللہ تعالیٰ غنی مطلق ہیں، کسی چیز میں کسی کے محتاج نہیں، اور اللہ تعالیٰ کے سوا ساری کائنات، ہر آن اور ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے، اپنے وجود میں بھی، اپنی بقا میں بھی، اور اپنی تمام ضروریات میں بھی، دنیا و آخرت کی کوئی چیز ایسی نہیں جس میں بندے، اللہ تعالیٰ کے محتاج نہ ہوں، اور کوئی شر ایسا نہیں جس کے دفع کرنے میں اللہ تعالیٰ کے محتاج نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ" اے لوگو! تم سب کے سب فقیر ہو اللہ کی طرف، تمہارے ہاتھ میں کچھ نہیں، سب کے سب خالی ہاتھ ہو، "وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ" اور صرف اللہ تعالیٰ ہی غنی ہیں، حمید ہیں، اس کے سوا کوئی غنی نہیں، ہم لوگ حقیقت ناشناس، یونہی در در کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں، کبھی ادھر بھاگتے ہیں، کبھی ادھر بھاگتے ہیں۔

شیخ سعدیؒ کی حکایت:

شیخ سعدیؒ نے ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک مانگنے والا تھا، گھر گھر صدائیں لگا رہا تھا، دروازے کھٹکھٹا رہا تھا: "کہ کوئی پیسہ دے اللہ کے نام پر" مانگتے مانگتے مسجد کے دروازے پر پہنچ گیا، اس نے مسجد کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ کچھ اللہ کے نام پر، کسی نے کہا میاں! یہ گھر نہیں ہے، یہ مسجد ہے، کسی گھر پر جاکر مانگو، فقیر کہنے لگا کہ یہ کس بخیل کا گھر ہے جو کسی فقیر کو خیرات نہیں دیتا؟ کہا بھئی ایسا نہ کہو، یہ تو احکم الحاکمین کا، سخیوں کے سخی کا اور غنیوں کے غنی کا گھر ہے، رب العالمین کا گھر ہے، اللہ کا گھر ہے، کہا اللہ کا گھر ہے؟ کہا ہاں! کہا اچھا میں اللہ کے گھر کے دروازے پر پہنچ گیا ہوں؟ کہا ہاں! اس نے اپنا کشکول، جو اس کے

پاس تھا، اس کو پھینک دیا، کہنے لگا: جب اللہ کے دروازے پر پہنچ گیا ہوں تو پھر کسی اور سے مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟ پھر اور سے مانگنے کی کیا حاجت ہے؟ ہم لوگ اللہ کے گھر پر حاضری دیتے ہیں، اور اپنی آنکھوں سے وہاں ہر ایک کو اللہ سے مانگتا ہوا دیکھتے ہیں، جس سے مشاہدہ ہو جاتا ہے کہ سب فقیر ہیں، مانگنے والے ہیں، دینے والا صرف ایک ہے، تو کیوں نہ اسی سے مانگنا شروع کردیں، الغرض اس سال حج میں ایک انعام یہ ملا کر مخلوق سے نظر اٹھاؤ، اور خالق پر نظر جماؤ، سب کو فقیر سمجھو، ایک کو غنی سمجھو، ایک دینے والا ہے، غنی ہے، جو کسی سے مانگتا نہیں، اور باقی سب مانگنے والے ہیں، اور یہ یقین دل میں پیدا ہو جائے تو واقعتاً پھر حج، حج ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ کے گھر جا کر بھی دوسروں پر ہی نظر رہی تو پھر قصہ ختم، گویا اس بے چارے کو حج سے کچھ نہیں ملا۔

صرف ایک کی طرف نظر:

ایک بزرگ تھے آنکھ پر پٹی باندھی ہوئی تھی اور بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے اور بار بار ایک ہی لفظ کہہ رہے تھے کہ ”اے مالک! میں آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں، آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں۔“ بار بار یہی لفظ دہرا رہے تھے، طواف کے بعد کسی بزرگ نے ان کو پکڑ لیا کہ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ اور یہ آنکھوں پر پٹی کیوں باندھ رکھی ہے؟ کہنے لگے بھائی بات بتانے کی تو نہیں تھی، لیکن تم نے پوچھا ہے تو بتا دیتے ہیں، میں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا کہ اچانک نظر نامحرم پر پڑ گئی، اور میں اس کو دیکھنے لگا، غیب سے ایک تھپڑ آنکھ پر لگا کہ آنکھ جاتی رہی، اور ساتھ آواز آئی کہ شرم نہیں آتی میرے گھر میں پہنچ کر دوسروں کو دیکھتا ہے؟ اس وقت سے بس یہی ورد کر رہا ہوں کہ ”آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں“ تو اس بار اللہ تعالیٰ کے گھر پہنچ کر ایک حقیقت یہ سمجھ میں آئی کہ اس کی ذات عالی کے سوا سب سے نظر اٹھالی جائے، اور یہ اتنی بڑی دولت ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ دولت ہمیں نصیب فرمائیں اور یہ مضمون ہمارے دل میں بیٹھ جائے تو ساری دولتیں اس پر قربان۔

کوئی محروم نہیں آتا:

اور ایک بات اور سمجھ میں آئی، وہ یہ کہ جانے والے تو سب ہی جاتے ہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا چھوٹے بھی جاتے ہیں، بڑے بھی جاتے ہیں، عالم بھی جاتے ہیں، جاہل بھی جاتے ہیں، نیک بھی جاتے ہیں، بدکار بھی جاتے ہیں، اچھے بھی جاتے ہیں، برے بھی جاتے ہیں، اور یقین ہے کہ کوئی وہاں سے محروم نہیں آتا کسی کو محروم نہیں کیا جاتا۔

لاکھوں انسانوں کی دعا رد نہیں ہوتی:

ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ وہ اپنے دوستوں سے میدان عرفات میں فرمانے لگے کہ بھئی! ایک بات بتاؤ، یہ پانچ لاکھ، دس لاکھ، یا پندرہ، بیس لاکھ حاجی ہیں، جو میدان عرفات میں اترے ہوئے ہیں، اگر اتنا بڑا مجمع، دس لاکھ کا مجمع کسی سخی کے دروازے پر جمع ہو جائے، اور اسے یہ کہے کہ برائے کرم ایک چھٹانک آٹا دے دیجئے، یا یہ سارا مجمع کسی سخی کے دروازے پر جمع ہو کر درخواست کرے کہ ایک پیسے کی ضرورت ہے، ایک پیسہ دے دیجئے تو تمہارا کیا خیال ہے وہ سخی ان دس لاکھ آدمیوں کی فرمائش پر ایک پیسہ نہیں دے گا؟ ایک چھٹانک آٹا نہیں دے گا؟ دوستوں نے کہا جی حضرت کیوں نہیں دے گا، فرمایا یہ سب لوگ ایک بارگاہ عالی سے مغفرت مانگ رہے ہیں اور پوری دنیا کی بخشش کر دینا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا آسان ہے جتنا کہ ایک سخی کے لئے ایک پیسہ دے دینا، سارے حاجی صاحبان مل کر، گڑگڑا کر، رو رو کر اللہ تعالیٰ سے کہہ رہے ہیں کہ یا اللہ! بخش دے، گناہ معاف کردے، بخشش فرما دے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھنا چاہئے کہ وہ ان کی درخواست کو رد نہیں فرمائے گا۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ مجھے یقین ہے ان شاء اللہ وہاں سے کوئی محروم نہیں آتا، اور اللہ تعالیٰ وہاں سے کسی کو محروم نہ لوٹائے، اس لئے کہ جو شخص نعوذ باللہ وہاں سے بھی محروم آیا اس کے لئے پھر کونسا دروازہ ہے؟

ایک بزرگ کا واقعہ:

ایک بزرگ تھے، وہ جب بھی لبیک کہتے تھے تو آواز آتی تھی ”لا لبیک“ (تمہاری لبیک منظور نہیں) ہر سال حج پر جاتے، اور جب بھی لبیک کہتے تو آواز آتی کہ تیری لبیک قبول نہیں، ایک دفعہ ساتھ میں ان کا خادم بھی تھا، اس نے بھی یہی آواز سنی، وہ بزرگ اسی ذوق و شوق اور اسی رغبت و محبت کے ساتھ حج کے ارکان ادا کر رہے تھے، خادم نے کہا حضور! لبیک تو نامنظور، پھر اس محنت کا فائدہ؟ کہنے لگے تم نے بھی سن لی ہے؟ کہنے لگا ہاں! فرمایا: میں پچاس سال سے سن رہا ہوں، پچاسواں حج ہے، پچاس سال سے برابر سن رہا ہوں کہ جب بھی لبیک کہتا ہوں، ادھر سے آواز آتی ہے تیری کوئی لبیک نہیں، پہلی دفعہ ہے، شاگرد کہنے لگا کہ پھر ٹکریں مارنے کا کیا فائدہ؟ فرمایا: برخوردار! کوئی اور دروازہ ہے جہاں چلا جاؤں؟ یہ تو منظور نہیں کرتے، کوئی اور دروازہ ہے کہ جا کر وہاں سے مانگ لوں؟ نہیں! نہیں! یہی ایک دروازہ ہے، ملتا ہے تب بھی، نہیں ملتا تب بھی، مانگنا تو اسی دروازے سے ہے، ایک عارف

نے خوب کہا ہے:

یابم او را یا نیابم جستجوئے می کنم
حاصل آید یا نہ آید آرزوئے می کنم

ترجمہ:...... میں اس کو پاؤں یا نہ پاؤں، جستجو کرتا رہوں گا اور وہ مجھے ملے یا نہ ملے آرزو کرتا رہوں گا۔

بہت بڑی محرومی:

الغرض اگر کوئی وہاں سے خدانخواستہ محروم واپس آ گیا تو اس کی محرومی ناقابل علاج ہے، اس کی محرومی کا کوئی علاج نہیں ہوسکتا، وہ تو ابلیس کا بھائی ہوا کہ ابلیس خدا کی بارگاہ سے بھی راندہ گیا، لیکن اندازہ یہ ہوا (واللہ اعلم بالصواب' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات کو بہتر سمجھتے ہیں) کہ جو بھی محبت کے ساتھ جاتے ہیں وہ کچھ نہ کچھ لے کے آتے ہیں۔

جتنا برتن اتنی خیرات:

مگر یہ بات سمجھ میں آئی کہ جتنا برتن لے کر جاؤ گے اتنی ہی خیرات ملے گی، افسوس اس بات کا ہے کہ ہم اپنا برتن بہت چھوٹا لے کے جاتے ہیں، جاتے ہیں سب سے بڑی بارگاہ میں کہ اس سے بڑی کوئی بارگاہ نہیں، اس سے کوئی بڑا دربار نہیں، لیکن وائے حسرت کہ ہم بہت چھوٹا برتن لے جاتے ہیں، اتنا برتن لے کر کہ ایک چلو پانی سے بھر جائے، اس کا افسوس اور صدمہ ہے، حد سے زیادہ صدمہ! کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو سمیٹنے کے لئے جیسا برتن چاہئے ویسا برتن ہمارے پاس نہیں اور اس کا مہیا کرنا بھی مشکل ہے، بھائی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں تو لامحدود ہیں، لامحدود رحمتوں کو سمیٹنے کے لئے لامحدود برتن کہاں سے لائیں؟ لیکن پھر بھی ذرا بڑا برتن تو ہونا چاہئے، اتنا بڑا ظرف ہونا چاہئے کہ آسمان و زمین کی وسعتیں اس کے سامنے ہیچ ہوں، اور وہ کیا ہے؟ عبدیت کا برتن، فنائیت کا برتن، یعنی اپنے آپ کو مٹا دینا اور اپنی انا کو ختم کردینا، جتنی فنائیت اور عبدیت زیادہ ہوگی اسی قدر رحمتوں کی بارش بھی زیادہ ہوگی، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے بندوں پر ہوتی ہے، اور جو لوگ اپنے دلوں کے اندر انانیت اور غرور و پندار کے بت لے کر بیٹھے ہوں' ان پر کیا رحمت ہوگی؟ تو جتنی عبدیت کسی کی کامل ہوگی اور جس قدر اپنے آپ کو مٹا دے اور اپنی عقل کے، اپنے نفس کے اور اپنی طبیعت کے تقاضوں کو پس پشت ڈال کر بارگاہ الٰہی میں حاضری دینے کی کیفیت ہوگی' اسی قدر عنایات خداوندی کی دولت سے نوازا جائے گا۔

حلق نہ کرانے پر ایک کرنل کا واقعہ:

میں حرم شریف میں بیٹھا تھا ایک دوست ایک کرنل صاحب کو لے کر آئے، کرنل صاحب ماشاء اللہ، وہاں جاکر بھی کرنل کے کرنل ہی تھے، انگریزی بال رکھے ہوئے تھے، اور احرام کھولنے کے لئے دو تین بال کاٹ دیئے تھے، داڑھی اسی طرح مونڈی ہوئی تھی، میرے دوست کہنے لگے کہ جی میں نے ان کو مسئلہ سمجھایا ہے کہ احرام کھولنے کے لئے حلق یا قصر کرانا ضروری ہے، لیکن یہ مانتے نہیں ہیں، آپ ذرا ان کو سمجھا دیں، میں نے کہا: بھائی! سب سے اول نمبر پر حلق ہے، یعنی سر کے سارے بال استرے سے منڈوا دیئے جائیں، جیسا کہ حدیث میں ہے:

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ. قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ. قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ. قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ."

(مشکوٰۃ ص:۲۳۲)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی کہ: اے اللہ! رحمت نازل فرما حلق کروانے والوں پر، صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بال کٹانے والوں کے لئے بھی دعا کردیجئے، یعنی جو لوگ احرام کھولنے کے لئے حلق کرانے کے بجائے قینچی کے ساتھ، مشین کے ساتھ بال کٹوا دیتے ہیں ان کے لئے رحمت کی دعا فرمادیجئے، فرمایا: اے اللہ! رحمت نازل فرما حلق کرانے والوں پر، یعنی بال صاف کرانے والوں پر، اس پر صحابہؓ نے پھر عرض کیا، آپ ﷺ نے تیسری بار فرمایا: اے اللہ! رحمت نازل فرما حلق کرانے والوں پر، صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قصر کرنے والوں کے لئے بھی دعا کردیجئے، فرمایا: چلو مقصرین پر بھی اللہ کی رحمت ہو۔

ایک آدمی اللہ کے گھر پہنچتا ہے، اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ کی دعائے رحمت سے محروم رہنا گوارا کرتا ہے' اس سے بڑا بدنصیب کون ہوگا؟ تو پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ بھائی استرے کے ساتھ سارے سر کے بال اتار دو، یہ افضل ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے ایسے آدمی کے لئے تین دفعہ دعائے رحمت فرمائی ہے، لیکن اگر یہ نہ ہو تو پورے سر کے بال ایک پورے کے برابر کٹوا دو، اور یہ بھی نہ ہو تو کم سے کم چوتھائی سر کے بال اتار دینے سے احرام کھل جائے گا، گو ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے، لیکن اگر کسی نے چوتھائی سر

سے کم بال اتارے تو اس کا احرام ہی نہیں کھلا، وہ بدستور احرام میں ہے، اسی طرح احرام کی حالت میں کپڑا پہن رہا ہے، اسی طرح دوسرے کام کر رہا ہے، میں نے یہ مسئلہ بیان کیا تو کرنل صاحب کہتے ہیں کہ جی مولوی صاحب! اتنی تنگی تو نہیں چاہئے، سبحان اللہ ماشاء اللہ میں بھی ذرا تیز مزاج ہوں میں نے غالب کا شعر پڑھ دیا:

ہاں! ہاں! نہیں وفا پرست، جاؤ وہ بے وفا سہی
جس کو ہو جان و دل عزیز، اس کی گلی میں جائے کیوں؟

آپ کو کس حکیم نے مشورہ دیا تھا یہاں تشریف لانے کا؟ اگر آپ کو اپنے بالوں سے اتنی محبت ہے اور اس کو تنگی سمجھتے ہیں تو کس حکیم نے کہا تھا کہ آپ حج بیت اللہ کے لئے یا عمرے کے لئے تشریف لائیں؟ تمہیں یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ یہ تنگی کر رہے ہو؟ اب آپ خود ہی دیکھ لیں کہ یہ بے چارہ کتنا چھوٹا برتن لے کر گیا، اسی کو میں کہہ رہا ہوں کہ اللہ کے گھر میں بیٹھ کر بھی چہرے پہ استرا پھیرتے ہو؟ اور نبی کریم ﷺ کے سامنے اسی طرح جاتے ہو؟ نہیں بھائی! اپنے آپ کو بدلنے کی نیت سے جاؤ اور پختہ ارادہ لے کر جاؤ کہ اب تک تو جو کچھ ہوا سو ہوا، لیکن اب اللہ کے گھر پہنچ گئے ہیں، اب یہ گھر والا جو کچھ کہے گا وہ کریں گے، پھر گھر والے سے جو مانگو گے وہ دے گا۔

حجر اسود کو بوسہ دینا اللہ تعالیٰ سے مصافحہ:

اسی لئے اکابر فرماتے ہیں کہ یہ جو حجر اسود کو چومتے ہیں، بوسہ دیتے ہیں یہ در حقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مصافحہ کرنا اور اس کے ساتھ عہد باندھنا ہے، ایک مسئلہ درمیان میں سمجھ لیجئے! اصل تو یہ ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دیا جائے، لیکن اگر ہجوم زیادہ ہو اور حجر اسود تک پہنچنا مشکل ہو تو کسی کو دھکا نہ دو اور نہ دھکا کھاؤ، بلکہ اس طرح استلام کر لو یعنی حجر اسود کی طرف ہاتھ لے کر کے یہ تصور کرو کہ گویا ہم نے اپنے ہاتھ حجر اسود پر رکھ دیئے اور پھر ان کو چوم لو، یہ اسی کے حکم میں ہے کہ تم نے حجر اسود کو بوسہ دے دیا، حدیث میں فرمایا گیا کہ "یہ حجر اسود اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے، جو لوگ اس کو چومتے ہیں یا استلام کرتے ہیں وہ اللہ سے مصافحہ کرتے ہیں (ذکرہ العجلانی فی کشف الخفاء و قال: ولہ شواھد، فالحدیث حسن) اور اللہ سے مصافحہ کرنے کے بعد کھرا اور کھوٹا الگ الگ ہو جاتے ہیں، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ" (تاکہ اللہ تعالیٰ خبیث اور طیب کے درمیان امتیاز کر دے)۔ اگر حج کے بعد زندگی بدل گئی تو سمجھو اس کسوٹی پر کھرا نکلا۔

حج مبرور کی جزا:

اور اگر زندگی ویسے کی ویسی ہی رہی جیسے پہلے تھی، یا پہلے سے بھی بدتر ہو گئی تو معلوم ہوا کہ کھوٹا نکلا، اور حدیث شریف میں فرمایا:

"وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ." (مشکوٰۃ ص:۲۲۱)

ترجمہ:...... "حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔"

حج مبرور اس کو کہتے ہیں کہ جس میں کوئی غلطی نہ کی گئی ہو، اور گناہ نہ کیا گیا ہو، اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کیا گیا ہو، کسی شخص کو حج مبرور نصیب ہونے کی علامت یہ ہے کہ آئندہ کے لئے اس کی زندگی کی لائن بدل جائے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

☆☆..............☆☆

ظہور مہدی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کب ہوگا؟ قیامت کب قائم ہوگی؟ ان امور کی بحث و تمحیص میں مشغول ہونا کسی عقلمند کا کام نہیں ہو سکتا۔ فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بعض لوگ اس بات کی بہت تحقیق کرتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ یہ عبث ہے اس کوشش میں لگنا لغو ہے۔ اس کی بجائے جو اصل کام ہے اس کی کوشش کرنی چاہئے۔ یعنی آخرت کی تیاری کی کوشش۔ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟" (متفق علیہ)

قرآن مجید میں بھی اس پر تنبیہ فرمائی گئی ہے:

"یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا (سو) اس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق؟ اس (کے علم کی تعیین) کا مدار صرف آپ کے رب کی طرف ہے (اور) آپ تو صرف (اخبار اجمالی سے) ایسے شخص کو ڈرانے والے ہیں جو اس سے ڈرتا ہو۔"

"فکرِ آخرت پیدا کریں، ڈرتے رہیں، تیاری کریں، یہ نہ پوچھیں کہ قیامت کب آئے گی۔" (جواہر الرشید ص:۱۱/۱۲ ج:۳)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا مقصد حیات پیش نظر رکھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

مرسلہ: مولانا محمد علی صدیقی

ظہورِ مہدی

مفتی محمد عمر فاروق لوہاروی

قیامت کے وقوع کا علم ایک امر غیبی ہے' جس کا حقیقی علم بجز اللہ تعالیٰ شانہ کے جو عالم الغیب والشہادہ ہے' کسی کو نہیں ہے۔ البتہ اس کی کچھ علامات و آثار ہیں' جنہیں بطور پیش گوئی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جنہیں علامات صغریٰ یعنی چھوٹی علامتیں کہا جاتا ہے۔ ان علامتوں کا مطلب یہ ہے کہ قیامت سے قبل ان کا موجود میں آنا لابدی اور ضروری ہے' یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے وقوع پذیر ہونے کے بعد قیامت بالکل قریب آجائے گی۔ ان علامات میں سے کئی ایک علامتیں اب تک ظہور پذیر ہوچکی ہیں اور یہ حقیقت ارباب علم کے سامنے روز روشن کی طرح آشکارا ہے' جب کہ عوام کی اس حقیقت سے آگہی کی ضرورت حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کا رسالہ ''عصر حاضر احادیث نبویؐ کے آئینہ میں'' اور حضرت مفتی محمد تقی عثانی دامت برکاتہم کے مقالات ''فتنے جو پہلے سے بتادیے گئے'' اور ''فتنے کے دور میں'' (ذکر و فکر ص:۲۲۹ تا ۲۴۲) کافی حد تک پوری کرسکتے ہیں۔

بعض علامات وہ ہیں' جنہیں علامات کبریٰ یعنی بڑی علامتیں کہا جاتا ہے۔ یہ علامتیں بالعموم قیامت کے قریب تر زمانہ میں پے درپے ظاہر ہوں گی اور عادات و معمول کے خلاف ہوں گی۔۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظہور بھی قیامت کی علامات کبریٰ کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔ بلکہ قریب تر نشانیوں میں یہ اولین نشانیوں میں سے ہے۔ چنانچہ امام محمد بن احمد سفارینی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''قیامت کی بڑی یعنی قریب تر اور اولین نشانیوں میں امام المقتدیٰ' خاتم الائمہ محمد مہدی کا ظہور ہے۔'' (لوائح الانوار البہیہ ص:۶۷' ج ۲)

حضرت مہدی علیہ الرضوان کے متعلق اس کثرت سے احادیث مروی ہیں کہ اصول محدثین کے اعتبار سے وہ حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ شیخ شریف محمد برزنجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''محقق طور پر معلوم ہے کہ مہدی سے متعلق احادیث کہ آخری زمانہ میں ان کا ظہور ہوگا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں ہوں گے' تواتر معنوی کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں' لہٰذا ان کے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے۔''

پھر جیسے ظہور مہدی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے' اسی طرح یہ امر بھی بالکل بے ریب ہے کہ اس کے لئے صاحب شریعت کی جانب سے ماہ وسال کی کوئی تعیین نہیں ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی اپنی تالیف ''الاذاعة لما کان ویکون بین یدی تلک الساعة'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''اس بات میں ادنیٰ بھی شک نہیں ہے کہ آخری زمانہ میں ماہ وسال کی تعیین کے بغیر حضرت مہدی کا ظہور ہوگا۔'' (الاذاعة صفحہ:۱۳۵)

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ ''المہدی والمسیح کے بارے میں پانچ سوالوں کا جواب'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت مہدی علیہ الرضوان سے بیعت کس سن اور کس مہینے کی کس تاریخ کو ہوگی؟ یہ معلوم نہیں۔'' (المہدی والمسیح صفحہ ۲۲)

موجودہ دور انحطاط و زوال میں جبکہ امت نازک حالات سے گزر رہی ہے' ظہور مہدی کا

موضوع آج گزشتہ تمام زمانوں سے زیادہ حساس بن گیا ہے اور کئی مسلمان حضرت مہدی کے ظہور کے منتظر نظر آتے ہیں۔

اہلسنت والجماعت کی اصطلاح جو درحقیقت شریعت مطہرہ کی اصطلاح ہے میں جب "مہدی" کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے وہ ذات شریف مراد ہوتی ہے جس کے قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے ظہور کی خبر احادیث متواترہ میں دی گئی ہے اور جس کے بارے میں خاص علامتیں اور تعارفی احوال صحیح سند کے ساتھ کتب حدیث میں موجود ہیں جن کا انطباق سوائے اس "خاص مہدی" کے کسی اور پر ہو ہی نہیں سکتا۔

الغرض موجودہ زمانہ میں کئی مسلمان حضرت مہدی کے ظہور کے متمنی ہیں۔ موجودہ انقلابی حالات کے پیش نظر جہاں تک ظہور مہدی کی تمنا کے اجمالی ہونے اور ماہ و سال کے تعین سے خالی ہونے کا معاملہ ہے؟ تو اس میں قباحت نہیں ہے بلکہ "تمنا" سے بڑھ کر "امید" بھی روا ہے اس لئے کہ بعض حدیث ان کا ظہور امت مسلمہ کا انحطاط عروج سے اور زوال اقبال سے بدلنے کا ضامن ہے لیکن اگر بمصداق مثل مشہور "کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا" کسی طرح ماہ و سال کی تعیین کردی جائے تو سخن دریں است۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

"اتنی کثیر علامات اور ان کی تفصیلات سے بعض اوقات قاری یہ توقع بھی کرنے لگتا ہے کہ واقعات کی کڑیاں ملاکر وہ قیامت کا ٹھیک ٹھیک زمانہ متعین کرنے میں کامیاب ہوجائے گا لیکن نہ ایسا ہوا ہے نہ ہوسکے گا۔ قرآن حکیم کا واضح ارشاد ہے کہ "لا تاتیکم الا بغتة" (قیامت تم پر اچانک آپڑے گی) وجہ یہ ہے کہ اول تو بہت سی علامتوں میں ترتیب ہی کا ادراک نہیں ہوتا کہ کونسا واقعہ پہلے اور کون سا بعد میں ہوگا اور جن واقعات کی ترتیب احادیث میں بیان کردی گئی ہے ان میں بھی متعدد مقامات پر یہ پتہ نہیں چلتا کہ دونوں واقعوں کے درمیان کتنے زمانہ کا فاصلہ ہے؟ پھر بہت سی احادیث میں ایسا اجمال ہے کہ ان کی مراد قطعی طور پر متعین نہیں ہوتی" (علامات قیامت اور نزول مسیح علیہ السلام صفحہ ۱۱۹)

حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مہاجر مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ واقعات کی پوری تفصیل اور اس کے اجزاء کی پوری پوری ترتیب بیان کرنا رسول کا وظیفہ نہیں۔ یہ ایک مؤرخ کا وظیفہ ہے۔ رسول آئندہ واقعات کی صرف بقدر ضرورت اطلاع دے دیتا ہے پھر جب ان کے ظہور کا وقت آتا ہے تو وہ خود اپنی تفصیل کے ساتھ آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں..... لہٰذا امام مہدی کی حدیثوں کے سلسلہ میں نہ تو ہر گوشہ کی پوری تاریخ معلوم کرنے کی سعی کرنی صحیح ہے اور نہ صحت کے ساتھ منقول شدہ منتشر ٹکڑوں میں جزم کے ساتھ ترتیب دینی صحیح ہے اور نہ اس وجہ سے اصل پیش گوئی میں تردد پیدا کرنا علم کی بات ہے۔ یہاں جملہ پیش گوئیوں میں صحیح راہ صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ جتنی بات حدیثوں میں صحت کے ساتھ آچکی ہے اس کو اسی حد تک تسلیم کرلیا جائے اور زیادہ تفصیلات کے درپے نہ ہوا جائے۔"

(ترجمان السنہ صفحہ ۳۷۶ ج ۴)

بعض حضرات نے حالات حاضرہ کے تناظر میں ایک روایت اور ہمارے بعض اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب اقوال و مکاشفات کا تانا بانا ملاکر پیش گوئی کی ہے اور یہ متعین کردیا ہے کہ سن ۲۰۰۴ء ظہور مہدی کا سال ہے۔

۲۰۰۴ء میں ظہور مہدی کے لئے ایک دلیل بطور ارشاد نبوی یہ پیش کی جاتی ہے کہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ "علامات قیامت" میں تحریر فرمایا ہے:

"حضرت مہدی رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور آپ کو مجبور کرکے آپ سے بیعت کرے گی۔ اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گزشتہ ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکے گا۔"

اور سال ۲۰۰۳ء کے ماہ رمضان المبارک میں یہ دونوں گہن ہونے والے تھے لہٰذا حج کے ایام میں حضرت مہدی کا ظہور ہوگا اور حج کے ایام شمسی اعتبار سے سن عیسوی ۲۰۰۴ء کے موافق پڑتے ہیں۔

مذکورہ دلیل جس روایت سے ماخوذ ہے وہ حسب ذیل ہے:

امام دار قطنی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں ابو سعید الاصطخری سے' وہ روایت کرتے ہیں محمد بن عبداللہ بن نوفل سے' وہ عبید بن یعیش سے' وہ یونس بن بکیر سے' وہ عمر بن شمر سے' وہ جابر سے' وہ محمد بن علی سے کہ محمد بن علی نے بیان کیا کہ بے شک ہمارے مہدی کی دو ایسی نشانیاں ہیں جو آسمان و زمین کی تخلیق کے وقت سے اب تک پیش نہیں آئیں۔ (اول یہ کہ) رمضان کی پہلی شب میں چاند گہن ہوگا۔ (دوسرے یہ کہ) اسی رمضان کے نصف میں سورج کا گرہن ہوگا' اور یہ دونوں نشانیاں آسمان و زمین کی آفرینش سے اب تک ظہور پذیر نہیں ہوئیں۔

لیکن اس روایت سے استدلال چند وجوہ مخدوش ہے:

۱:...... یہ روایت جسے ارشاد نبوی قرار دے کر پیش کیا جاتا ہے' درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ہی نہیں' بلکہ محمد بن علی کا قول ہے۔ جب تک کوئی واضح دلیل نہ ہو' اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد قرار دینا آپ پر افتراء عظیم ہے اور حدیث پاک میں اس پر سخت وعید وارد ہوئی ہے۔

۲:...... محمد بن علی نام کے بہت سے روا ة ہیں۔ یہاں محمد بن علی سے کون سے راوی مراد ہیں؟ اس کی تصریح نہیں ہے۔ اس اعتبار سے مذکورہ روایت میں محمد بن علی ایک مجہول راوی ہیں' یہ بات یاد رہے کہ روافض اور مرزائیوں کا اس سے حضرت باقر رحمہ اللہ کو مراد لینا بلا دلیل ہے۔

۳:...... محمد بن علی سے روایت کرنے والا راوی جابر بھی مجہول ہے۔ اس کی شخصیت سے متعلق کوئی علم نہیں۔ جابر سے روایت کرنے والا عمرو بن شمر ہے اور عمرو بن شمر بہت سی موضوع روایات جابر جعفی سے نقل کرتا تھا' جیسا کہ حاکم ابو عبداللہ نے اس بات کی تصریح کی ہے' اس لئے بعض علماً نے مذکورہ روایت میں بدرجہ احتمال جابر جعفی کو مراد لیا ہے' اور جابر جعفی کذاب' غالی رافضی اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینے والا تھا۔ اس کے مفصل ترجمہ کے لئے ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص:۱۲۶تا۱۲۴ ج۲۔

۴:...... اس روایت کا ایک راوی عمرو بن شمر ہے اور وہ جھوٹا' رافضی اور گمراہ تھا' حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتا تھا اور ثقہ لوگوں کے حوالے سے موضوعات کی روایت کرتا تھا' اس لئے حضرات محدثین رحمہم اللہ نے اسے منکرو متروک قرار دے کر اس کی روایات قبول نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

مذکورہ فنی وجوہ کی وجہ سے یہ روایت پایۂ اعتبار سے گر جاتی ہے' لہٰذا ظہور مہدی جیسے اہم مسئلہ کے لئے اس کو بطور دلیل پیش نہیں کیا جاسکتا ہے' اور نہ اس سے یہ عقیدہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ حضرت مہدی کے وقت میں ایسے گہنوں کا ہونا ضروری ہے اور وہ گہن حضرت مہدی کی علامت ہیں۔

۵:...... بانی ندوۃ العلماً لکھنو حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے مہدویت کی تردید میں اپنی تصنیف "دوسری شہادت آسمانی" میں تحریر فرمایا ہے:

"مسٹر کیتھ ('Use Of Globel' کتاب کا مؤلف اور مشہور ماہر ہیئت) نے سو برس (یعنی ۱۸۰۱ء سے ۱۹۰۰ء تک) کی فہرست دی ہے' اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سو برس کے عرصہ میں سورج اور چاند کا مشترکہ گہن رمضان المبارک میں پانچ مرتبہ ہوا ہے...... "حدائق النجوم" (۱۱۵۸ صفحات پر مشتمل ایک ضخیم فارسی کتاب جو ہیئت فیثا غورثی کے بیان میں ہے) کی فہرست میں تریسٹھ سال کے اندر رمضان المبارک میں تین گہنوں کا اجتماع لکھا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کتاب سے چھیالیس برس کی فہرست نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ کتابیں عرصہ دراز ہوا طبع ہوئیں' لیکن اب تک کسی نے ان پر غلطی کا الزام نہیں لگایا۔" (دوسری شہادت آسمانی ص:۲۶/۲۷)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سال رواں کے ماہ رمضان میں (علی سبیل الفرض ہونے والے) ان دونوں گہنوں کے اجتماع کو حضرت مہدی کی علامت قرار دینا بلا دلیل ہے' اس لئے کہ اس طرح کے گہن پہلے بھی بہت ہو چکے ہیں۔

۶:...... مذکورہ روایت میں دونوں گہنوں کے لئے مطلق رمضان المبارک کا ذکر نہیں ہے' بلکہ چاند گہن کے لئے رمضان کی پہلی اور سورج گہن کے لئے رمضان کی پندرھویں تاریخ ہونے کی قیود ہیں اور ماہرین فلکیات کی تحقیق کے مطابق ۲۰۰۳ء کے ماہ نومبر کی ۹/ اور ۲۳/ تاریخوں میں

باالترتیب چاند گہن اور سورج گہن ہوتا تھا' جو حساب کے اعتبار سے یکم رمضان اور پندرہ رمضان کی تاریخ نہیں بنتی ہے' بلکہ سورج گہن تو ماہ شوال میں پڑتا ہے' لہٰذا دونوں گہنوں کا اجتماع رمضان المبارک میں نہ ہوگا۔

پھر یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ سال رواں میں ہونے والے دونوں گہنوں میں سے چاند گہن تو اور ممالک کی طرح سعودیہ میں بھی نظر آئے گا' لیکن ماہرین فلکیات کی تحقیق کے اعتبار سے سورج گہن کا وجود حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا میں بلکہ پوری مملکت سعودیہ میں نہیں ہوگا' جہاں حضرت مہدی کا وجود ظہور ہونا ہے!!!

مذکورہ بالا روایت کے قریب قریب ایک روایت شیخ یوسف المقدس الشافعی کی کتاب "عقد الدرر فی اخبار المنتظر" میں صفحہ ۱۳۵' جلد اول میں اور روافض کی کتاب "بشارۃ الاسلام ظہور المہدی علیہ السلام" للکاظمی صفحہ ۱۰۰ میں ہے' البتہ اس روایت میں ہے کہ سورج گہن نصف رمضان میں اور چاند گہن آخر رمضان میں ہوگا اور یہ دونوں نشانیاں حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اتارے جانے کے بعد سے آج تک ظہور پذیر نہیں ہوئی ہیں۔

فنی حیثیت سے اس روایت میں تقریباً وہی کلام ہے' جو سنن دارقطنی کی مذکورہ بالا روایت میں ہے' اس لئے یہ روایت بھی ناقابل احتجاج ہے اور سال رواں میں ہونے والا دونوں گہنوں کا اجتماع اس ساقط الاعتبار روایت کے مطابق بھی نہیں ہے' اس لئے کہ اس میں بھی اس اجتماع کا رمضان المبارک میں واقع ہونا مذکور ہے' جب کہ ماہرین فلکیات کی تحقیق کے مطابق ایک گہن رمضان میں اور دوسرا ماہ شوال میں واقع ہوگا۔

۲۰۰۴ء میں ظہور مہدی کے لئے دوسری دلیل یہ ذکر کی جاتی ہے کہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کی پیشینگوئی کے مطابق حضرت مہدی کی ولادت ۱۹۶۴ء یا ۱۹۶۵ء میں ہو چکی ہے اور ہمارے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے حضرت مولانا فخر الدین صاحب رحمہ اللہ سابق استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے اپنے درس میں' حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی رحمہ اللہ سابق استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے اپنے درس یا وعظ میں' حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمہ اللہ نے سہارنپور میں اپنی خانقاہی مجلس میں اور مشہور مبلغ حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری رحمہ اللہ نے ساؤتھ افریقہ میں سپرنگ فیلڈ کے اجتماع میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے پیدا ہو چکنے کا ذکر فرمایا تھا۔ یہ مقدمہ اولیٰ ہوا۔ دوسرا مقدمہ یہ ترتیب دیا گیا کہ ظہور کے وقت حضرت مہدی کی عمر چالیس سال ہوگی' اب نتیجہ نکالا گیا کہ سن عیسوی ۱۹۶۴ء یا ۱۹۶۵ء میں ولادت کے لحاظ سے ظہور کا سال سن عیسوی ۲۰۰۴ء بنتا ہے' لہٰذا اس سال حضرت مہدی کا ظہور ہوگا۔

ظہور مہدی کے سن کی تعیین کے لئے مذکورہ بات بھی حسب ذیل وجوہ سے دلیل نہیں بن سکتی ہے:

۱:...... حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کی پیشینگوئی غیر واضح اور مبہم ہے' اسی لئے کسی نے ان کے قول کی روشنی میں ظہور مہدی کا سال ۱۴۰۲ھ کسی نے ۱۴۲۱ھ کسی نے ۱۴۲۳ھ اور کسی نے ۱۴۲۴ھ قرار دیا ہے۔

جہاں تک شیخ الحدیث حضرت مولانا فخر الدین صاحب رحمہ اللہ وغیرہ اکابر کی بات کا تعلق ہے تو ولادت مہدی کی خبر اس قدر معمولی نہیں تھی کہ ان اکابر کے وسیع حلقہ ہائے درس و رشد کے شرکاء نے اور تبلیغی اجتماع میں شرکت کرنے والے ہزاروں افراد نے اس کو درخور اعتناء نہیں سمجھا اور اس کو آج تک ذکر نہیں کیا بلکہ موضوع کی اہمیت کا تقاضا تھا کہ اس کو کئی ایک سامعین ذوق و شوق سے نقل کرتے' اس لئے ان اکابر کی طرف اس قول کی نسبت مشکوک معلوم ہوتی ہے۔

۲:...... بشمول حضرت شاہ نعمت اللہ ولی ان حضرات کی جانب سے حضرت مہدی کے اتنے سالوں کے بعد پیدا ہونے یا فی الحال پیدا ہو چکنے پر کوئی دلیل اور حوالہ منقول نہیں۔

۳:...... ممکن ہے ان حضرات نے بطور احتمال ولادت مہدی کی بات نقل کی ہو' تو جیسے پیدا ہو جانے کا احتمال ہے' ویسے ہی پیدا نہ ہونے کا بھی احتمال ہے' لہٰذا اس کو دلیل نہیں ٹھہرایا جا سکتا ہے اور اس قسم کا احتمال ظہور مہدی کے سلسلہ میں چند سال قبل بھی بیان ہو چکا تھا' چنانچہ "جنگ آ رہی ہے" نامی کتاب میں صفحہ ۸۷ تا ۹۷ پر ایک تجزیہ کیا گیا ہے کہ امریکہ کی مشہور پیش گو خاتون جین ڈکسن نے بتایا تھا کہ ۵/فروری ۱۹۶۲ء مطابق ۱۳۸۱ھ کو مشرق وسطیٰ میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے' جو انقلاب لا کر پوری دنیا کا حکمران بن جائے گا اور پھر پوری دنیا ایک ہو جائے گی۔" مذکورہ کتاب میں لکھا ہے کہ اگر اس بچہ کو امام مہدی مان لیا جائے تو چالیس سال بعد ظہور مہدی کا سن ۱۴۲۱ھ بنتا ہے' اور ظہور مہدی کے لئے یہی سن ہجری حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کی پیشینگوئی سے نکلتا ہے

اور اس طرح مشرق و مغرب کی یہ دو پیشگوئیاں حد درجہ اہمیت اختیار کر لیتی ہیں‘ جس سے اسلامی دنیا کو استفادہ کرنا چاہئے۔“

دیکھئے! ۱۴۲۱ھ گزر چکا اور ابھی تک ظہور مہدی نہیں ہوا۔

۴:.....ممکن ہے‘ ان حضرات اکابر نے اپنے اپنے کشف کے ذریعہ یہ بات ارشاد فرمائی ہو کہ حضرت مہدی اتنے سالوں کے بعد پیدا ہوں گے یا یہ کہ پیدا ہو چکے ہیں۔

تو اول تو یہ امر موجب شک ہے کہ ماضی قریب کے مذکورہ اکابر کے ارشد تلامذہ و خلفاء اور ہمہ وقت کے حاضر باش خدام میں سے کوئی اسے نقل نہیں کرتا۔

دوسرے یہ کہ نفس کشف کا ثبوت تو نصوص صحیحہ سے ہے‘ لیکن غیر انبیاء کے کشوف میں تعیین زمان و مکان وغیرہ میں غلطی کا احتمال ہے۔ فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں:

”مکاشفات کی تین قسمیں ہیں: ایک تحت التکوین‘ اس میں کافر و مسلم برابر ہیں۔ ایک لوح محفوظ سے‘ وہ خاص مسلمین کے لئے ہے‘ مگر اس کے ”یمحوا اللہ مایشاء ویثبت وعندہ علم الکتاب“ اور ایک خاص علم اللہ سے‘ یہ مخصوص انبیاء علیہم السلام کے لئے ہے۔ پہلے دو میں کشف غلطی کا احتمال ہے مگر ثالث میں امکان نہیں‘ کیونکہ پہلے دو میں زمان و مکان کی تعیین تخمین سے ہو سکتی ہے‘ مگر علم الٰہی میں ماضی و حال اور استقبال برابر ہیں‘ اس لئے انبیاء علیہم السلام کے علوم غلطی سے پاک ہیں۔“

(ارواح ثلاثہ ص:۲۹۹)

ظہور مہدی کے سال کے سلسلہ میں پہلے بھی بعض اہل کشف کو مغالطہ ہوا تھا‘ جو وقت آنے پر غلط ثابت ہوا۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ اپنے ایک مکتوب (موصلہ ۱۲/شوال ۱۲۹۴ھ) میں تحریر فرماتے ہیں:

”بعض اہل کشف کا گمان ہے کہ اگلی صدی کے شروع میں ظہور مہدی اور آثار قیامت موعودہ ظاہر ہوں گے اور بعضوں نے یوں کہا ہے کہ وہ زمانہ ابھی دور ہے۔ (واللہ اعلم) اگلی بات کہنا فضول ہے‘ جو خدا چاہے سو ہو۔“ (مکتوبات و بیاض یعقوبی صفحہ:۹۰)

حضرت موصوف رحمہ اللہ اپنے ایک اور مکتوب (موصولہ ۲۴/ذوالحجہ ۱۲۹۹ھ) میں خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”ملاقات امام مہدی کی کیا عجب ہے نصیب ہو‘ کیونکہ علامات اس کی بہت ظاہر ہیں‘ اور کشوف اولیاء کے مطابق کیا عجب ہے کہ اس صدی کے پہلے یا دوسرے سال میں ظہور ہو جاوے واللہ اعلم۔“ (ایضاً ص:۱۰۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۳۰۱ھ یا ۱۳۰۲ھ میں حضرت مہدی کے ظہور کا کشف بعض اہل کشف کو ہوا تھا اور آج سن ہجری ۱۴۲۳ھ کا اختتام چل رہا ہے‘ لیکن اب تک ظہور مہدی نہیں ہوا۔

تیسرے یہ کہ اولیاء اللہ کے کشوف کا اعتبار اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ وہ قرآن‘ حدیث‘ اجماع امت اور قیاس صحیح کے مخالف نہ ہوں۔ اور یہ مسئلہ تمام سلف اور خلف میں متفق علیہ ہے جیسا کہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے ”ارشاد الطالبین“ میں ذکر فرمایا ہے‘ اور ظہور مہدی کے لئے سال کا تعین نصوص صحیحہ کے معارض ہے۔ عام نصوص کا تقاضا یہ ہے کہ ظہور مہدی میں اللہ تعالیٰ شانہ ہی کی طرف سے خفاء رکھا گیا ہے‘ ایک وقت آئے گا کہ لوگوں پر اچانک یہ راز ظاہر ہوگا‘ بلکہ اس معاملہ میں اس قدر خفاء رکھا گیا ہے کہ خود حضرت مہدی بھی ظہور سے پہلے پہلے تک اپنے مقام سے ناآشنا ہوں گے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے:

”قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المهدی منا اهل البیت یصلحه اللہ فی لیلة.“

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہدی ہم اہل بیت میں سے ہوں گے‘ اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں ان کو یہ صلاحیت عطا فرمادے گا (ان کو ہادی و مہدی بنادے گا)۔“ (سنن ابن ماجہ‘ مسند احمد)

امام ابن الاثیر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

”ای یتوب علیه ویوفقه ویلهمه ویرشده بعد ان لم یکن کذلک.“ (الفتن والملاحم ص:۳۱‘ ج:۱)

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و توفیق سے

سرفراز فرما کر پہلے انہیں (حقیقت کا) الہام کریں گے اور اس مقام سے آشنا کریں گے، جس سے وہ پہلے بالکل ناواقف تھے۔

حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مہاجر مدنی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"ایک عمیق حقیقت اس سے حل ہوجاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں پر بعض ضعیف الایمان قلوب میں یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ جب امام مہدی ایسی کھلی ہوئی شہرت رکھتے ہیں، تو پھر ان کا تعارف، عوام وخواص میں کیسے مخفی رہ سکتا ہے؟ اس لئے مصائب و آلام کے وقت ان کے ظہور کا انتظار معقول معلوم ہوتا ہے، لیکن اس لفظ (یصلحه الله فی لیلة) نے یہ حل کردیا کہ یہ صفات خواہ کتنے ہی اشخاص میں کیوں نہ ہوں، لیکن ان کے وہ باطنی تصرفات اور روحانیت مشیت الٰہیہ کے ماتحت اوجھل رکھی جائے گی۔ یہاں تک کہ جب ان کے ظہور کا وقت آئے گا، تو ایک ہی شب کے اندر اندر ان کی اندرونی خصوصیات منظر عام پر آجائیں گی۔ گویا یہ بھی ایک کرشمہ قدرت ہوگا کہ ان کے ظہور کے وقت سے قبل کوئی شخصیت ان کو پہچان نہ سکے گی اور جب وقت آئے گا تو قدرت الٰہیہ شب بھر میں وہ تمام صلاحیتیں ان میں پیدا کردے گی، ان کے بعد ان کا امام مہدی ہونا ایک نابینا پر بھی منکشف ہوجائے گا۔ دیکھئے کہ دجال کا خروج احادیث صحیحہ سے کیسا ثابت ہے، لیکن یہ ثابت شدہ حقیقت اس کے خروج سے پہلے پہلے کتنی مخفی ہے اور جب کہ یہ داستان دور فتن کی ہے، تو اب امام مہدی کے ظہور اور دجال کے وجود میں انکشاف کا مطالبہ کرنا یا اس بحث میں پڑنا یہ مستقل خود ایک فتنہ ہے۔" (ترجمان السنہ ص:۴۰۴، ۴۰۵/ ج:۴)

۵:...... سن عیسوی ۱۹۶۴ء یا ۱۹۶۵ء میں حضرت مہدی کی ولادت فرض کرنے کے بعد چالیس سال کا اضافہ کرکے ظہور کے لئے ۲۰۰۴ء کا حساب لگایا گیا، تو اب سوال یہ ہے کہ چالیس سال شمسی کس دلیل سے متعین کئے گئے؟ چالیس سال عمر کا اضافہ اگر کسی روایت سے کیا گیا ہے، تو روایت میں تو چالیس سال قمری ہی مراد ہوں گے، پس اس صورت میں ۲۰۰۴ء کا حساب منطبق نہیں ہوتا۔

۶:...... سن ۱۹۶۴ء یا ۱۹۶۵ء میں ولادت مہدی ماننے کی تقریر پر سن ۲۰۰۴ء میں آپ کے ظہور کی بنیاد بوقت ظہور چالیس سال عمر ہونے پر ہے، اور عام طور پر کتابوں میں بھی یہی لکھا ہوا ہے، کہ حضرت مہدی ظہور کے وقت چالیس سال کے ہوں گے، لیکن محققین کے نزدیک ایسی کوئی روایت ثابت نہیں ہے، جس میں ظہور کے وقت ان کی اس عمر کی تصریح ہو، اس لحاظ سے بھی ۲۰۰۴ء میں ظہور مہدی کا قول محل نظر ہوجائے گا۔

الغرض ظہور مہدی کے لئے سن ۲۰۰۴ء کے تعین کی کوئی قابل اعتماد دلیل نہیں ہے۔ اس لئے کسی طرح بھی یہ درست نہیں ہے کہ لوگوں میں اس امر کی تشہیر کی جائے کہ اس سال حضرت مہدی کا ظہور ہوگا۔

اس تشہیر میں ایک ضرر یہ بھی ہوا کہ سال گزشتہ کئی ایسے اشخاص جن پر شرعاً حج فرض ہوچکا تھا، یہ کہہ کر حج کے لئے نہیں گئے کہ آئندہ سال حضرت مہدی کا ظہور ہوگا، اس لئے ہم آئندہ سال حج کے لئے جائیں گے، حالانکہ آئندہ سال تک ہمارے زندہ رہنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے، پھر اکثر علماء کے نزدیک بلا عذر معقول حج فرض میں تاخیر سے آدمی گناہ گار بھی ہوتا ہے۔

تشہیر میں دوسرا ضرر یہ ہے کہ اگر مذکورہ سال حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظہور نہ ہوا، تو جہاں خوامخواہ دوسرے مکتب فکر کے لوگوں کو ہمارے اکابر پر حرف گیری کا موقع ہاتھ لگ سکتا ہے، وہیں ہمارے مکتب فکر کے دین سے دور حضرات بھی ہمارے اکابر سے بدظن ہوجائیں، اس کا احتمال ہے، حالانکہ ممکن بلکہ بسا ممکن ہے کہ ہمارے اکابر کی طرف اس قول کی نسبت ہی صحیح نہ ہو۔

تشہیر اس لئے بھی نامناسب ہے کہ بالفرض سن ۲۰۰۴ء میں حضرت مہدی ظاہر ہونے والے ہوں، تب بھی ہمیں دوسروں کو اس کی دعوت دینے کی یا اس سلسلہ میں پیشگی کوئی تحریک چلانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی، بلکہ لوگ خود بخود ان علامات سے ان کو پہچان لیں گے، جو صحیح احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔

"ثم ان المهدی الحقیقی لا یحتاج الی ان یدعو له احد بل یظهره الله للناس اذا شاء ویعرفونه بعلامات تدل علیه۔" (اشراط الساعة ص:۲۷۰)

ہمارا کام یہ ہے کہ ہم آخرت کی تیاری کریں، اعمال کی اصلاح کریں اور نفسانی خواہشات ولذات میں انہماک سے باز آئیں۔ ظہور مہدی کب ہوگا؟

باقی صفحہ 17 پر

حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ اور تحریک ختم نبوت

تاریخ کے ایک سنہری باب کا خاتمہ

مفکر اسلام، مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ بھی ۱۱/دسمبر ۲۰۰۳ء بروز جمعرات دل کے عارضہ سے چل بسے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس افتراق و تشتت کی مسموم فضا میں حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ کا وجود قدرت کا عطیہ تھا۔ وہ اس دھرتی پر اتحاد بین المسلمین کا نشان تھے۔ ان کی ذات گرامی خوبیوں کا مجموعہ تھی۔ تمام مکاتب فکر کے لئے ان کی ذات گرامی قابل احترام تھی۔ انہوں نے اس مشکل وقت میں تمام مسالک و مکاتب فکر کو ایک اسٹیج پر جمع کر کے قابل رشک کارنامہ سرانجام دیا۔ ان کی گوناگوں شخصیت کا ہر پہلو آبدار موتی کی طرح تابندہ و رخشندہ ہے۔ ان کی شخصیت عشق رسالت کی چلتی پھرتی تصویر تھی۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف خاص اور امتیازی نشان عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وہ گرانقدر خدمات سرانجام دیں، جس پر وہ پوری امت کی طرف سے مبارک باد کے مستحق تھے۔

حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ کا ظاہر و باطن ایک تھا، وہ جس کام کو کرتے دل و جان سے اسے دین سمجھ کر کرتے تھے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنے کو وہ مقدس مشن سمجھتے تھے۔ ان کو یہ مشن اپنے والد گرامی حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ سے ورثے میں ملا تھا۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ نے رد قادیانیت پر دو گرانقدر رسالے تحریر کئے۔ ضلع گورداسپور مرزا غلام احمد قادیانی کی جنم بھومی میں ان کے کئی تبلیغی دورے ہوئے، ان اسفار میں مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ ان کے ساتھ تھے۔

مولانا اللہ وسایا

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں کراچی میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک کو اٹھانے والوں میں حضرت مولانا لال حسین اختر صف اول میں نہ صرف شریک تھے بلکہ اس کے بنیادی رکن رکین تھے، اس زمانہ کے حالات سناتے ہوئے حضرت مولانا لال حسین اختر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ بڑے قدر شناس اور اپنے بزرگوں کے رفقاء کے بہترین قدردان ہیں۔ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ نے جب ان سے ذکر کیا کہ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ کے ساتھ میرے فلاں فلاں سفر ہوئے تو حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ ہمیشہ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کو چچا جان یا چچا حضور کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی، حضرت مولانا سید ابوالحسنات قادریؒ سید الطائفہ نے ملک بھر میں ختم نبوت کے جھنڈا کو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دیگر اکابر کے ساتھ بلند کیا، اور آخری سانس تک ختم نبوت کے پرچم کو لہراتے رہے، لیکن اس تحریک میں کراچی کی سطح تک حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ کی خدمات بھی سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں مجاہد اسلام حضرت مولانا شاہ احمد نورانی، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود اور شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے گرامی قدر تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں کی دینی مثبت سوچ اور بلند کرداری نے پوری تحریک کو ملک بھر میں فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے شعلہ جوالا بنا دیا۔ ذرا توجہ فرمایئے کہ اس تحریک میں جب قادیانی مسئلہ قومی اسمبلی میں زیر بحث آیا اس وقت قائد حزب اختلاف حضرت مولانا مفتی محمودؒ تھے۔ حزب اختلاف کی طرف سے قرارداد پیش کرنے کی سعادت اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ

کو بخشی۔ قومی اسمبلی میں قادیانی گروہ کے سربراہ مرزا ناصر کے محضر نامہ کے جواب میں "ملت اسلامیہ کا موقف" پڑھنے کی سعادت اللہ تعالیٰ نے مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کو عنایت فرمائی۔ جناب پروفیسر غفور احمد' جناب چوہدری ظہور الٰہی یہ پوری ٹیم یک جان و یک زبان تھی۔ باہمی تقسیم کار کے تحت ایک دوسرے کے لئے دل و جان ایک کردیئے گئے۔

حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے اس تحریک کے بعد اندرون و بیرون ملک جو دورے کئے ان کا نکتہ آغاز و نکتہ اختتام فتنہ قادیانیت کا محاسبہ ہوتا تھا۔ ان گنت قادیانیوں نے ان کے ہاتھ پر قبول اسلام کی سعادت حاصل کی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے بعد حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے ختم نبوت کے پرچم کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔

جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے دور اقتدار میں قادیانیوں نے پر پرزے نکالنے شروع کئے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ اور آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے صدر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کے ہمراہ کراچی میں حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ سے ملاقات کی۔ حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے اپنی نیابت کے لئے حضرت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ اور حضرت مولانا مفتی مختار احمد نعیمیؒ کو اس کام کے لئے وقف کردیا۔ چنانچہ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی کامیابی میں تمام مکاتب فکر کے اکابر کی طرح ان حضرات کی سنہری خدمات سے کون انکار کرسکتا ہے؟

امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے اجراء کے بعد حضرت نورانی میاںؒ قادیانی فتنہ کے احتساب کے لئے پہلے سے زیادہ چوکنے ہوگئے۔ حضرت مولانا مفتی مختار احمد نعیمیؒ کی وفات کے بعد اپنی جماعت جمعیت علمائے پاکستان پنجاب کے رہنما سردار محمد خان لغاری کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں اپنی جماعت کی طرف سے نمائندگی کے لئے متعین فرمایا۔

۲۰۰۰ء میں سردار محمد خان لغاری کراچی سے ملتان تشریف لائے اور حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ کا پیغام دیا کہ قادیانی فتنہ کی ارتدادی سرگرمیوں پر غور وفکر کے لئے تمام دینی و سیاسی جماعتوں کے سربراہوں کی مشاورت ضروری ہے۔ آل پارٹیز قومی ختم نبوت کنونشن لاہور میں منعقد کرنے کی اہمیت پر مولانا نورانی میاںؒ نے نہ صرف زور دیا بلکہ تاریخ بھی مقرر کردی' اور قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب سے ملاقات اور ان سے وعدہ کے لئے راقم الحروف کی ڈیوٹی لگی۔ راقم نے خانقاہ سراجیہ حاضر ہوکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے صورتحال عرض کی۔ آپ نے اس تجویز کو سراہا اور اپنے صاحبزادگان کے ہمراہ مجھے ڈیرہ اسماعیل خان قائد اسلامی انقلاب حضرت مولانا فضل الرحمن سے ملاقات کے لئے روانہ فرمایا۔ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب سے جاکر رپورٹ عرض کی۔ حضرت مولانا نے نہ صرف اتفاق فرمایا بلکہ شرکت کا وعدہ کیا' اب مشکل یہ تھی کہ جو تاریخ حضرت نورانی میاںؒ نے بتائی تھی اس تاریخ کو حضرت مولانا فضل الرحمن فارغ نہ تھے۔

چنانچہ حضرت مولانا فضل الرحمن نے اپنے ذمہ لیا کہ حضرت نورانی میاںؒ سے فون پر بات کرکے تاریخ کا تعین کریں گے۔ ہم لوگ خانقاہ سراجیہ حاضر ہوئے' ہماری حاضری سے پہلے حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کا فون آچکا تھا کہ ۸/مئی ۲۰۰۰ء کو لاہور میں آل پارٹیز قومی کنونشن ہوگا اور حضرت نورانی میاںؒ اس کے میزبان ہوں گے۔ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب ۶/مئی کو ملتان ختم نبوت کانفرنس پر تشریف لائے' اگلے دن حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے ہمراہ لاہور کا سفر کیا' لاہور میں ۸/مئی کو حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ کی زیر صدارت قومی ختم نبوت کانفرنس ایمبیسیڈر ہوٹل میں ہوئی' جس سے پورے ملک میں ختم نبوت کے کاز کو اجاگر کرنے کا لائحہ عمل طے ہوا۔

چنانچہ اس کے بعد حضرت نورانی میاںؒ حضرت مولانا فضل الرحمن' حضرت مولانا معین الدین لکھویؒ علامہ علی غضنفر کراروی نے دیگر رہنماؤں کے ساتھ ختم نبوت کانفرنس سکھر میں شرکت کی۔ اس کی میزبانی کا اعزاز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو بخشا گیا۔ کراچی میں ختم نبوت کانفرنس میں بیرون ملک سفر پر ہونے کے باعث تشریف نہ لاسکے' لیکن اپنی نمائندگی کے لئے جناب پروفیسر شاہ فرید الحق کو بھیجا' چنانچہ جناب شاہ فرید الحق' جناب پروفیسر غفور احمد' حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب اور دیگر رہنماؤں کی شرکت نے کانفرنس کو مثالی طور پر کامیاب کیا' حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے ملی پور کی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کرکے جنوبی

پنجاب کے مسلمانوں کی پیاس کو بجھایا۔

اکتوبر ۲۰۰۱ء کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں آپ نے شرکت فرمائی' محترم جناب قاضی حسین احمد' حضرت مولانا محمد لقمان علی پوری' حضرت مولانا سید ضیا اللہ شاہ بخاری کے ایک اجلاس میں بیان ہوا' اگلے دن اختتامی بیان حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کا ہوا۔

جنرل پرویز مشرف کے دور اقتدار میں ووٹر لسٹ فارم کی فہرستوں میں مسلم و غیر مسلم کی علیحدہ علیحدہ فہرستوں کی بجائے ایک کردیا گیا' اور ووٹر فارموں سے ختم نبوت کا حلف نامہ حذف کردیا گیا' اس کے لئے حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب کے ہمراہ یکم مئی کو راقم الحروف نے ڈیرہ اسماعیل خان جاکر حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب سے صورتحال عرض کیا' اگلے دن ۲/مئی کو ملتان مدرسہ ہدایت القرآن میں حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ سے صورتحال بیان کی تو مولانا نورانی میاںؒ یہ سن کر تڑپ گئے' فرمایا کہ آپ لوگ ہمت کریں' میں آپ کے ساتھ ہوں' ہمارے ہوتے ہوئے ختم نبوت پر آنچ آئے یہ کیسے ہوسکتا ہے' ایسی ایمان پرور گفتگو سے ڈھارس بندھائی کہ کامیابی نچھاور ہوتی نظر آئی' ہم نے رخصت چاہی تو سروقد کھڑے ہوگئے' گلے لگایا' ان کی دلآویز مسکراہٹوں سے ان کے دل کی وسعتوں کا دریا رواں ہوتا نظر آیا' پورے ملک میں اس پر محنت ہوئی۔ ۲۸/مئی کو قومی ختم نبوت کانفرنس لاہور میں منعقد ہوئی' اس کنونشن کی میزبانی حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب اور جمعیت علمائے اسلام نے کی۔

چنانچہ اگلے روز ۲۹/مئی ۲۰۰۲ء کو حکومت نے اپنے اقدام کو واپس لے لیا' ووٹر فارموں کی علیحدہ علیحدہ تیاری اور ختم نبوت کے حلف نامہ کی بحالی کا اعلان ہوگیا' اس پوری جدوجہد میں حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ قدم بقدم نہ صرف باخبر رہے بلکہ آپ نے اپنی خداداد قائدانہ صلاحیتوں سے ختم نبوت کے پرچم کو بلند سے بلند تر رکھا۔

۴/اپریل ۲۰۰۳ء کو بعد از عشاء ختم نبوت کانفرنس قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں دیگر رہنماؤں کے ساتھ آپ نے بھی خطاب فرمایا۔ ۵/اپریل کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے آپ کے اور دیگر رہنماؤں کے اعزاز میں دفتر مرکزیہ میں ناشتہ کا اہتمام کیا۔ اس تقریب سے فارغ ہوکر حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے اپنے ساتھی جناب قاری زوار بہادر کو قصیدہ بردہ پڑھنے کا حکم فرمایا۔ انہوں نے خوش الحانی سے اسے پڑھا تو روحانی مجلس نے عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا جو رنگ اختیار کرلیا۔ وہ منظر کبھی نہیں بھولے گا کہ حضرت خواجہ خان محمد صاحب نے دعا کے لئے حضرت نورانی میاںؒ کو فرمایا لیکن انہوں نے کمال محبت سے حضرت خواجہ صاحب کے ہاتھ پکڑ کر دعا کرانے کے لئے بلند کردیئے' اس سے باہمی احترام کا جو تاثر قائم ہوا وہ حاصل مجلس قرار دیا جاسکتا ہے۔

اس موقع پر حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے ذکر فرمایا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی یادگار لائبریری ہے۔ اسی لائبریری سے قومی اسمبلی میں آپ نے اور میرے والد گرامی مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے کیس لڑا تھا۔ یہ سنتے ہی لائبریری کے معائنہ کے لئے دیوانہ وار کھڑے ہوگئے۔ حضرت مولانا فضل الرحمن' حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے لائبریری کا معائنہ کرایا' پون گھنٹہ تک لائبریری کے مختلف شعبہ جات کو گہری نظر سے دیکھتے رہے' اس دن انکشاف ہوا کہ ایک عالم دین اور قومی رہنما ہونے کے ناطے ہزاروں مصروفیات کے باوجود آپ کو کتابوں سے کتنا عشق ہے۔ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے باتوں باتوں میں حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ کی ذاتی لائبریری کی وسعتوں کا ذکر کیا تو حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ کا کتب سے عشق واشگاف ہوگیا۔ آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا کہ مولانا! کتابیں ہی تو میرا اصل سرمایہ ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مطبوعات کا سیٹ حضرت مولانا فضل الرحمن نے پیش کیا تو کتابوں کے بھاری بھرکم بنڈلوں کو ہاتھوں سے حضرت مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم نے اٹھایا' سینہ سے لگایا' چوما' سر آنکھوں پر ان اداؤں سے رکھا کہ تمام حاضرین دل گرفتہ و آبدیدہ ہوگئے کہ ایک عالم دین کو کس قدر کتابوں سے محبت ہونی چاہئے۔

حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری کا کاندھا شفقتوں و محبتوں سے تھپک کر فرمایا کہ مولانا! اتحاد امت سے ہی ختم نبوت کے محاذ کو مضبوط کرنا اصل دین کی اور امت محمدیہ کی خدمت ہے۔ گزشتہ الیکشن مہم میں خانقاہ سراجیہ کندیاں تشریف لے گئے' حضرت امیر مرکزیہ نے آپ کے اعزاز میں استقبالیہ دیا'

لائبریری دیکھی' ذخیرہ کتب کو دیکھ کر آپ پر وجدی کیفیت طاری ہوگئی۔

افسوس! زندگی بھر حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ جس کام کی سرپرستی کرتے رہے آج ان کی وفات نے وہ سہارا امت سے چھین لیا۔ حق تعالیٰ شانہ ان کی تربت کو بقعہ نور بنائے کہ وہ ختم نبوت کے مجاہد اور قائد تھے۔ ان کے جنازہ پر امت کے تمام طبقات نے شریک ہو کر ان کو جو خراج تحسین پیش کیا اس سے کہیں زیادہ وہ اس کے مستحق تھے' آخرت کے راہی نے رحمت للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچ کر سکون پالیا۔ ہم مرثیہ خوانی کے لئے رہ گئے۔

اے حضرت نورانیؒ! کی روح پر فتوح ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ' حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ' حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ' حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ' حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ' حضرت مولانا ابوالحسناتؒ' حضرت مولانا قاضی احسان احمدؒ' حضرت مولانا مفتی محمودؒ' حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ کے مشن مقدس تحریک ختم نبوت کے علم کو زندگی کے آخری سانس تک بلکہ دنیا کے آخری سانس تک نہ صرف ہم بلکہ پوری امت بلند' بلکہ بلند سے بلند تر رکھے گی۔ اپنی جانوں کو کھپا دے گی اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے رب تعالیٰ کے حضور سرخرو ہوگی۔ اے پروردگار! تو امت مسلمہ کو ایسا کرنے کی سعادت سے بہرہ ور فرما۔ آمین۔

☆☆............☆☆

مبلغین ختم نبوت کی سہ ماہی میٹنگ کی رپورٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کی سہ ماہی میٹنگ میں ملک بھر سے آئے ہوئے چالیس مبلغین نے شرکت کی۔ میٹنگ میں کئی ایک اہم امور پر غور و خوض اور مشاورت ہوئی۔ درج ذیل فیصلے کئے گئے:

ا:...... سالانہ سہ ماہی رد قادیانیت کورس کو ۱۸/ سے شروع ہو کر ذوالحجہ کے آخر تک جاری رہے گا۔ کورس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے عالیہ کے امتحان میں جید جدا یا کم از کم جید آنے والے فضلاء کو داخلہ دیا جائے گا۔ کورس میں فضلاء کو مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت و افادیت' حیات مسیح علیہ السلام اور قادیانیت کی ملک و ملت دشمنی پر مشتمل عقائد پر لیکچر دیئے جائیں گے۔ مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ وہ تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لاکر قادیانیت کا ہر محاذ پر بھرپور تعاقب کریں۔ آنے والی سہ ماہی میں "مرزا قادیانی کی اٹھارہ اہم پیشگوئیوں کا تحقیقی جائزہ" نامی کتاب کا مطالعہ اور آئندہ میٹنگ میں امتحان تجویز کیا گیا' ملک بھر میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان چلنے والے عدالتی کیسوں میں مجلس کی طرف سے پیروی کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نیز مظلوم مسلمانوں کی قانونی حمایت کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ مبلغین سے درخواست کی گئی کہ وہ ہر روز کم از کم دو درس دیں تاکہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ہوسکے۔ رواں سہ ماہی میں صوبہ پنجاب کی پچاس تحصیلوں میں ختم نبوت کانفرنس اور مرکزی مبلغین کے دورے تجویز کئے گئے' جبکہ آئندہ سہ ماہی میں اضلاع کی سطح پر پورے ملک میں کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی۔ ۱۴۲۴ھ کی آخری سہ ماہی (شوال المکرم' ذیقعدہ' ذوالحجہ) میں پنجاب میں تحصیل سطح پر پچاس مقامات پر ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ ان پروگراموں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی مبلغین کے علاوہ مرکزی مبلغین خطاب فرمائیں گے۔ مرکزی رہنماؤں کے چار گروپ تشکیل دیئے گئے۔ لاہور اور گوجرانوالہ ڈویژن کے تحصیل مقامات میں منعقد ہونے والی کانفرنسوں میں مرکز کی نمائندگی مولانا اللہ وسایا فرمائیں گے' جبکہ راولپنڈی ڈویژن' ڈیرہ غازی خان ڈویژن اور ملتان ڈویژن کے اضلاع خانیوال اور وہاڑی میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مرکز کی نمائندگی کریں گے۔ بہاولپور ڈویژن' فیصل آباد ڈویژن کی تحصیل کانفرنسوں کی نگرانی مولانا خدا بخش کریں گے۔ سرگودھا ڈویژن کے اجتماعات مولانا محمد اکرم طوفانی کی سرکردگی میں ہوں گے۔ بعض اجتماعات کی صدارت قائد تحریک ختم نبوت حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ' بعض کی صدارت مجلس کے مرکزی نائب امیر حضرت سید نفیس شاہ الحسینی اور بعض کی صدارت اور سرپرستی مولانا عزیز الرحمن جالندھری فرمائیں گے۔ اجلاس میں سیالکوٹ کی تحصیل ڈسکہ کے گاؤں اونچی گھرولیاں کو ڈاکٹر اسلم چنیوٹی قادیانی جو قانون شکنی کے کئی مقدمات میں پولیس کو مطلوب ہے کے نام پر موسوم کرنے اور قادیانیوں کے ہسپتال کو تین کروڑ کی امداد اور قادیانی ڈاکٹر کو مسلط کرنے پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ موجودہ حکومت قادیانی منصوبہ جس میں سیالکوٹ اور نارووال کو قادیانی ریاست بنایا جائے گا' کو عملی جامہ پہنانے میں معاون ثابت نہ ہو۔ ماہنامہ "لولاک" ملتان اور ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی کے خریداروں میں سے جن کے نام بقایا جات ہیں' ان کی لسٹیں مبلغین کو دی گئیں اور درخواست کی گئی کہ وہ بقایا جات وصول کرکے دفتر بھجوائیں تاکہ ان جرائد کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہ سکے۔

REGD. NO. SS-160

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔ ☆ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ☆ اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروفِ عمل ہیں۔

☆ لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆ چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالی شان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے۔ جہاں علماء کو ردِ قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروفِ عمل ہیں۔

☆ ملک بھر میں اہلِ اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔

☆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ ☆ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیّر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں

☆ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اکاؤنٹ نمبر: UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان، NBL-7734, PB-310 حسین آگاہی ملتان

اکاؤنٹ نمبر: NBL-300487-9 ایم اے جناح روڈ برانچ، ABL-927-2 بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضرت سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کے لئے مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 514122, Fax:542277

دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: 7780337 - 7780340